عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۱۴ تا ۲۰ شوال المکرم ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۹

ماہِ رمضان کے بعد ہمارے معمولاتِ زندگی

مسجدِ نبوی کی بے حرمتی کا سانحہ

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

عالمِ اسلام کے لیے اچھی امید

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

والد کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

س:...... مفتی صاحب! مجھے ایک مسئلہ وراثت کا معلوم کرنا ہے کہ میرے والد صاحب کا تین دن قبل انتقال ہوا ہے، ہمارے والد کے تین مکان ہیں، ہم چار بہنیں ہیں اور ایک والدہ وارث ہیں، ہمارے والد کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کا وارث کون کون ہے؟ اس جائیداد میں والد صاحب کے بھائی، بہن وارث ہوں گے؟ والد صاحب کے ایک بھائی اور چھ بہنیں ہیں۔ والد صاحب پہلے کام کرتے تھے تقریباً ایک سال سے بیمار تھے تو کام کرنا بند کردیا تھا، اب آمدنی کا ذریعہ کرائے پر تھا، اب اگر ہم جائیداد تقسیم کرتے ہیں تو والدہ کا ذریعہ معاش کیا ہوگا؟ برائے مہربانی اس اہم مسئلہ پر ہماری رہنمائی فرمائیں، نوازش ہوگی۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں مرحوم کی چونکہ کوئی اولاد نرینہ موجود نہیں ہے، اس لئے اس کے ترکہ میں بیوہ اور بیٹیوں کے ساتھ ساتھ مرحوم کے بھائی اور بہن بھی وارث ہوں گے، لہٰذا مرحوم کے کل ترکہ کو ایک سو بانوے (۱۹۲) حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے ۲۴ حصے بیوہ کو، ۳۲، ۳۲ حصے ہر ایک بیٹی کو جبکہ ۱۰ حصے بھائی کو اور ۵، ۵ حصے ہر ایک بہن کو ملیں گے۔

ہبہ کے لئے مکمل قبضہ واختیار ضروری ہے

س:...... مفتی صاحب! یہ بتائیں کہ میرے والدین کے دو مکان تھے ایک پرانا جس کو والد صاحب نے بنایا تھا، دوسرا وہ مکان جو میری والدہ، میری بڑی بہن، میرے اور میرے چھوٹے بھائی کے نام ہے یعنی کل چار افراد کے نام ہے۔ والد صاحب کا مکان ہم نے وراثت کے حساب سے تقسیم کردیا، باقی رہا دوسرا مکان اب ہم (میری والدہ، بڑی بہن اور میں خود) چاہتے ہیں کہ اپنے بھائی کے نام ہبہ کردیں کہ وہ اس مکان کو اپنی رہائش کے لئے رکھے، لیکن اس مکان کو بیچ نہیں سکتا، ایسی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں ہبہ کے لئے ضروری ہے کہ مکمل قبضہ و اختیار دے دیا جائے، ورنہ ہبہ کامل نہیں ہوگا۔ اگر مکمل قبضہ کے ساتھ ہبہ کیا جائے گا تو موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا گیا ہو) کو اختیار ہوگا کہ وہ مکان فروخت کرے یا نہ کرے۔

ترکہ کے مکان کی تقسیم

س:...... میرا سوال یہ ہے کہ ہم چار بہن اور دو بھائی ہیں اور والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، والد حیات ہیں، والدہ کا جو مکان ہمیں وراثت میں ملا ہے، ہم وہ مکان بیچنا چاہتے ہیں، مکان کی کل قیمت ستر لاکھ ہے تو کتنا کتنا حصہ بنے گا؟

ج:...... مرحومہ کی کل جائیداد (یعنی مذکورہ مکان کی قیمت) کو مساوی طور پر ۳۲ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، جن میں سے ۸ حصے مرحومہ کے شوہر (یعنی آپ کے والد صاحب) کو اور ۶، ۶ حصے ہر ایک بیٹے کو، جبکہ تین تین حصے ہر ایک بیٹی کو ملیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۱۴تا۲۰رشوال المکرم ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶تا۲۲رمئی ۲۰۲۲ء شمارہ:۱۹

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسجد نبوی کی بے حرمتی کا دلخراش سانحہ	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
عالمِ اسلام کے لئے ایک اچھی اُمید	۷	ایڈیٹر روزنامہ اسلام
ماہِ رمضان کے بعد ہمارے معمولاتِ زندگی	۹	مولانا ڈاکٹر نجیب قاسمی
رمضان میں مبلغین کی مصروفیات	۱۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	۱۴	مولانا محمد قاسم
حضرت الحاج بھائی محمد یامینؒ	۱۸	ڈاکٹر سعید احمد صدیقی
تزکیہ و احسان... کارِ نبوت کا اہم شعبہ (۲)	۲۰	مولانا مفتی خالد محمود
عیسائی پادریوں سے چند سوالات	۲۴	حضرت مولانا فضل محمد یوسفزئی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مسجدِ نبوی کی بے حرمتی کا دلخراش سانحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حرمین شریفین کے مقدس مقامات ہم مسلمانوں کے ایمان کا مرکز ومحور ہیں۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں رہنے والا مسلمان حرم مکی اور حرم مدنی کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتا ہے اور وہاں سے کسی بھی فتنہ وشرانگیزی کی خبر پر بے چین ومضطرب ہوجاتا ہے، کیونکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اسلام کے بنیادی مراکز اور وحی الٰہی کے مہبط ہیں۔ ان کے گلی کوچوں، محلوں اور بازاروں میں نبوت کے نقش پا ثبت ہیں، روح الامین حضرت جبریل علیہ السلام وہاں مودبانہ حاضری کو اپنے لئے شرف سمجھا کرتے تھے، اہل بیت اطہار واصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جاں نثاری و وفا شعاری، قربانیوں اور جاں فشانیوں کی داستانوں سے وہاں کی مقدس فضائیں معمور ہیں۔ خدائے بزرگ وبرتر نے حرمین کو جائے امن بنایا ہے، ان مقدس مقامات پر لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد کو الحاد وکجروی قرار دیا ہے اور قیامت تک ان مقدس بقعات کی حرمت کا اعلان فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں فتنہ فساد پھیلانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

مکہ مکرمہ، بیت اللہ شریف کی وجہ سے تجلیات الٰہی کا مہبط اور خدائی جاہ وجلال کا نمونہ ہے۔ جبکہ مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہونے کی بنا پر جمال نبوی کا مرکز ہے، مسجد نبوی شریف اور روضۂ اطہر امت پر مہربان نبی مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہر مسلمان کے لئے کشش کی جاہے، خصوصاً معصیت میں ڈوبے اور شفاعت نبوی کے طلب گار امتیوں کے لئے بخشش ومغفرت کا وسیلہ قبر مبارک پر حاضری ہے، اسی لئے ہر مسلمان کی زندگی کی سب سے بڑی تمنا اس بڑے دربار کی باادب ومقبول حاضری ہوا کرتی ہے۔

ہر شے کی نسبت اپنے منسوب الیہ کی قدر ومنزلت سے بلند تر ہوجاتی ہے، خانہ کعبہ، عرش الٰہی، کرسی وغیرہ اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہیں، اس لئے ان کا ادب واحترام ایسا ہی لازمی ہے جیسے خدا تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا پاس رکھنا ضروری ہے۔ ایسے ہی مدینہ طیبہ، مسجد نبوی شریف اور روضۂ اطہر کو اللہ تعالیٰ کے محبوب، ہمارے آقا ومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ونسبت ہے، خصوصاً روضۂ اطہر، جس کی مٹی آپ کے مقدس ومطہر بدن کے ساتھ ملی ہوئی ہے، سب سے زیادہ ادب واحترام کی جگہ بن جاتا ہے، کیونکہ وہاں رحمت الٰہی کا سب سے زیادہ نزول بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا صلاۃ وسلام بھی وہیں اترا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روضۂ اطہر میں قبر مبارک کی وہ مٹی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے ساتھ ہے وہ علاقی ہے، پوری کائنات بلکہ عرش الٰہی سے بھی افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب بھی بیان فرمائے ہیں، ارشاد الٰہی ہے: ’’یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ‘‘

(الحجرات:۲)…اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ (چیخ، چہک، کڑک) کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر، کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو…۔‘‘ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

آیت کریمہ کے فوائد میں تلمیذ شیخ الہندؒ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: ’’یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلافِ ادب ہے۔ آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے، تعظیم واحترام کے لہجے میں، ادب وشائستگی کے ساتھ۔ دیکھو! ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد استاذ سے، مخلص مرید پیر ومرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے، مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو تکدر پیش آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے؟ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ (تنبیہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب چاہیے اور جو قبر شریف کے پاس حاضر ہو، وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے، نیز آپ کے خلفاء، علماء ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہئے تاکہ جماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔‘‘

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ’’حجۃ اللہ البالغہ‘‘ میں لکھتے ہیں کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں: قرآن، پیغمبر، کعبہ اور نماز۔

(فوائد عثمانی بر آیت مذکورہ بالا)

’’گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی‘‘

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا ہوا تھا، کسی نے میری طرف کنکری پھینکی۔ میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سامنے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ سامنے جو دو شخص ہیں انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ۔ میں بلا لایا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے یا یہ فرمایا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو؟

(بخاری، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت فی المساجد، رقم الحدیث:۴۷۰)

یہ گزارشات عرض کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ ۲۸؍اپریل ۲۰۲۲ء بروز جمعرات جب پاکستان میں چھبیسواں اور سعودیہ عرب میں ستائیسواں روزہ تھا، شب قدر اور جمعۃ الوداع کی مبارک اور پُرسعادت ساعتیں تھیں، تب مسجد نبوی شریف میں ایسا دل خراش واقعہ پیش آیا جس نے ہر مسلمان کا دل چیر کر اور روح کو زخمی کر کے رکھ دیا۔ اخباری اطلاعات اور سماجی مواصلات کے ذرائع کے مطابق حکومت پاکستان کا ایک اعلیٰ سطحی وفد جس کی قیادت وزیر اعظم پاکستان کر رہے تھے اور یہ سب لوگ شاہی مہمان تھے، اس وفد میں شامل چند وفاقی وزراء مسجد نبوی شریف میں حاضری کے لئے پہنچے تو وہاں موجود چند لوگوں نے ان کے خلاف سیاسی نعرے بازی کی، طعنے کسے، طنز کے تیر برسائے اور ان پر حملہ آور ہونے کے بھی درپے ہوئے مگر فوری طور پر سرکاری محافظ دستے نے انہیں وہاں سے بحفاظت نکال لیا۔ یہ شور وغل، ہنگامہ آرائی، فتنہ وفساد، نعرے بازی اس مقدس جگہ پر پیش آئی جہاں حاضری کے آداب اوپر درج آیت کریمہ کے فوائد میں بیان ہوئے ہیں۔ اس مقام پر کائنات کے سب سے عظیم انسان اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، جہاں ان پر امت کے اعمال بھی پیش کیے جاتے ہیں، دنیا میں کہیں بھی پڑھا گیا درود وسلام

ان تک پہنچایا جاتا ہے اور وہاں حاضر ہوکر درود وسلام عرض کرنے والے کی پکار وہ خود سماعت فرما کر اس کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ روح فرسا خبر جس مسلمان نے بھی سنی وہ اپنی جگہ تڑپ اٹھا۔ کوئی مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وہ مقدس مقام جوامت کی وحدت کا مرکز ہے، وہاں سیاسی و گروہی اختلافات کو لے کر آدابِ نبوی کو بھلادیا جائے گا! انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ یااللہ ہمیں معاف فرمادے، ہم تو سچی بات ہے کہ دنیا میں کسی کو منہ دکھلانے کے لائق نہیں رہ گئے ہیں، حشر میں تیرے محبوب کو کیا منہ دکھائیں گے اور کس منہ سے درخواست شفاعت کریں گے؟

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ترجمہ: ’’یہاں تو جنید بغدادی وبایزید بسطامی (رحمہم اللہ) بھی سانس روک کر آتے ہیں کہ سانس کی آواز سے بھی بے ادبی کا خطرہ ہے۔‘‘

اس خبر کے عام ہوتے ہی ہر مسلمان نے غم وغصے کا اظہار کیا، سوشل میڈیا، الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے مسلمانانِ عالم نے مسجد نبوی کی توہین و بے حرمتی پر متعلقہ اداروں سے کارروائی کرنے اور مجرموں کو سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا، جس کے بعد سعودی حکام کی جانب سے چند گرفتاریوں کی اطلاعات ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ مجرموں کو عبرت ناک سزا دے کر آئندہ کے لئے ایسے واقعات کی روک تھام کردی جائے گی۔

اس تمام تر سانحے کا سب سے المناک پہلو یہ ہے کہ جس سیاسی جماعت جو اس رمضان کے مہینے میں اقتدار سے محروم ہوئی ہے کے کارکنوں نے یہ توہین وگستاخی کی ہے، اس جماعت کے مرکزی رہنماؤں اور قیادت کی جانب سے بجائے شرمساری اور توبہ کرنے کے اس کے دفاع میں بودی تاویلیں تراشی جارہی ہیں، کھل کر مذمت کرنے کی بجائے اسے عوامی جذبات قرار دیا جارہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی شریف میں پیش آنے والا واقعہ محض اتفاق نہیں بلکہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ہوا ہے۔ سابق وزیر داخلہ شیخ رشید احمد نے چند روز قبل عمرے سے واپس آکر ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ حکومت کے لوگ جب مکہ مدینہ جائیں گے تو دیکھنا کہ ان کے ساتھ وہاں کیا ہوتا ہے؟ پھر شیخ رشید کے بھتیجے اور پی ٹی آئی کے ایم این اے شیخ راشد شفیق نے اس سانحے کے بعد مسجد نبوی میں کھڑے ہوکر اس واقعے کو عمران خان کی فتح قرار دیا اور مکہ مکرمہ میں بھی یہ واقعہ دہرانے کی دھمکی دی۔ ایک اور بیان میں چند لوگ شیخ رشید کے ساتھ محو گفتگو ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم نے یہ سب حبِّ عمران میں کیا ہے۔ گزشتہ دنوں سابق وزیر اعظم عمران خان اپنی حکومت جاتی دیکھ کر اپنے سیاسی جلسوں میں سیاسی رہنماؤں خصوصاً مذہبی شخصیات اور علماء کرام کے خلاف بدزبانی کرتے رہے ہیں، اس وقت بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انہیں اس سے باز رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ لگتا ہے کہ علماء کرام کی اسی توہین وگستاخی نے نوبت یہاں تک پہنچادی ہے کہ اب مسجد نبوی کی حرمت کو پامال کیا جارہا ہے، الامان والحفیظ۔ جو کام پوری قادیانیت اور اس کی ذریت آج تک اپنے بل بوتے پر نہ کرسکی، وہ کام انہوں نے پس پشت بیٹھ کر ان ریاست مدینہ کے دعویداروں سے بڑی آسانی سے کرالیا۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اس جماعت کے پالیسی سازوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ضرور قادیانی لابی کے لوگ کارفرما ہیں جو اس طرح کی پالیسی بنا کر ان کو دیتے ہیں، جس میں ریاست مدینہ کی توہین، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بینروں کے نیچے ناچ گانا اور رقص وسرود جو صریحاً قرآنی آیات اور اسلامی شعائر کی توہین کے زمرہ میں آتا ہے۔ اسی طرح اس جماعت کے ماضی وحال کے تمام کارنامے اس بات کے غماض ہیں کہ یہ کام کوئی باشعور اور ہوش مند مسلمان نہیں کرسکتا۔ اگر ایسا ہے تو خدارا اپنی صفوں کی تطہیر کیجئے، ورنہ پاکستانی قوم دین خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بڑی حساس ہے۔ انہوں نے قادیانیوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے تو ان کے ایجنٹ کس کھاتہ اور شمار میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے اور شعائر اسلام خصوصاً حرمین کی حاضری کے آداب کی توفیق نصیب فرمائے، آمین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

عالم اسلام کے لئے ایک اچھی اُمید!

ایڈیٹر روزنامہ اسلام کراچی کے قلم سے

عالمِ اسلام کے اہم ترین ملک سعودی عرب میں اسلامی ممالک کے ممتاز راہنماؤں کے درمیان ملاقاتوں سے مسلمانانِ عالم کے درمیان اتحاد واتفاق کی امید ایک مرتبہ پھر اجاگر ہوئی ہے، ترک صدر رجب طیب اردوان، سعودی فرمانروا خادم الحرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی دعوت پر سرزمین حجاز پہنچے ہیں، جہاں دونوں راہنماؤں کے درمیان اہم ملاقات ہوئی ہے جس میں دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کی بحالی اور مل جل کر آگے بڑھنے کے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے، ترک صدر کے علاوہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف بھی سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلیمان کی دعوت پر حجاز مقدس میں موجود ہیں اور اس امر کا امکان ہے کہ سعودی راہنماؤں سے گفت وشنید کے علاوہ وزیرِ اعظم پاکستان ترک صدر سے بھی ملاقات کریں گے۔

سعودی عرب اور ترکی کے مابین تعلقات میں قریباً چار سال کی رنجش کے بعد گرم جوشی دکھائی دے رہی ہے جو کہ عالم اسلام کے لئے ایک اچھی نوید ہے۔ حرمین شریفین کی بدولت سعودی عرب کو عالم اسلام کا دل سمجھا جاتا ہے اور مسلم امہ میں سعودی عرب کی اہمیت اور عظمت کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان روحانی، ذہنی اور قلبی طور پر خود کو حرمین شریفین کے ساتھ وابستہ محسوس کرتے ہیں اور اسی نسبت کے ناطے سعودی حکمران خانوادے کو بھی دنیا بھر کے مسلمانوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے خاص طور پر حرمین شریفین کی خدمت، حاجیوں اور زائرین کے آرام اور راحت کے لئے ممکنہ وسائل کی فراہمی اور دنیا بھر کے غریب، مظلوم اور مسائل کے شکار مسلمانوں کے ساتھ امداد اور تعاون کی عالم اسلام میں نہایت قدر کی جاتی ہے دوسری جانب صدر رجب طیب اردوان کی قیادت میں ابھرتا جدید ترکی بھی عالم اسلام کی امیدوں کا ایک محور بن چکا ہے کیونکہ صدر اردوان نے ترک قومیت سے زیادہ اسلامی ملت کی بنیاد پر عالم اسلام کے ساتھ تعلقات کے فروغ کی بنیاد ڈالی ہے اور وسطی ایشیائی ریاستوں سے لے کر شام اور فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت اور افریقا، کشمیر، برما اور شام کے مسلمانوں کی خاطر آواز بلند کی ہے، جبکہ افغانستان اور پاکستان کے ساتھ بھی ترک حکومت مثالی تعلقات قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے، ترکی حالیہ عرصے میں

دس روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، جام پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد الرشید جامعہ رشیدیہ میں ۲۱ تا ۳۰/ مارچ ۲۰۲۲ء تک ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کا دورانیہ مغرب تا عشاء تھا۔ کورس میں کئی ایک کالجوں کے پروفیسرز، ریٹائرڈ پرنسپل اور دیگر پڑھے لکھے ۹۱ حضرات نے شرکت کی۔ کورس کا اہتمام مولانا محمد بلال مہتمم جامعہ رشیدیہ نے کیا۔ مفتی فیصل مصطفیٰ، مولانا عبدالرشید، مولانا محمد ابوبکر، مولانا محمد اقبال امیر مجلس تحفظ ختم نبوت جام پور نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور، دجال کا خروج، مرزا قادیانی کے کفریہ دعاوی اور قادیانیت کے مقابلہ میں تحریکہائے ختم نبوت اسلامیانِ پاکستان کی عظیم الشان قربانیوں پر لیکچر دیئے گئے۔ آخری تقریب ۳۱/ مارچ کو مغرب کے بعد منعقد ہوئی۔ صدارت مقامی امیر مولانا محمد اقبال نے کی جبکہ مہمانانِ خصوصی مولانا محمد ابوبکر مہتمم جامعہ ابی بکر، مولانا سیّد محمد اکبر شاہ بخاری تھے، جبکہ بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تھا۔ مولانا نے شرکاء کورس کو مبارک باد پیش کی، ازاں بعد ۹۱ حضرات کو رومال اور سند مولانا سیّد محمد اکبر اور یونین کونسل جام پور کے چیئرمین اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سے دلوایا گیا۔ تقریب میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔

صنعت وحرفت اور اسلحہ سازی کے میدان میں نہایت تیزی سے ترقی کر رہا ہے جو کہ بہرحال مسلم ممالک کے لئے ایک اچھی مثال ہے، جبکہ وطن عزیز پاکستان کو روایتی طور پر عالم اسلام کے بازوئے شمشیر زن کی حیثیت رہی ہے اور اس وقت اگرچہ مملکت خداداد شدید معاشی دباؤ اور اقتصادی ناکامی کا شکار ہے لیکن اس امر کی امید برقرار ہے کہ عالم اسلام کی واحد جوہری قوت ان شاء اللہ جلد خود کو سنبھال لینے میں کامیاب ہو جائے گی، لہٰذا اس تمام تناظر میں سعودی عرب، ترکی اور پاکستان کے درمیان خیرسگالی، باہمی تعاون ایک دوسرے کے مفادات اور ضروریات کے خیال اور اسلامی رشتۂ اخوت کی پاسداری کی بدولت تعلقات میں نئی گرم جوشی کی امیدیں اور توقعات قابل فہم ہیں اور ماہِ رمضان المبارک میں تینوں برادر اسلامی ممالک کی قیادت کا سرزمین حرم میں مل بیٹھنا ان شاء اللہ! آنے والے عرصے میں اچھی اطلاعات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا، سعودی عرب اور ترکی ایک ایسے وقت میں ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں جب بین الاقوامی سطح پر تعلقات میں تزویراتی تبدیلیوں کو محسوس کیا جارہا ہے، یوکرین پر روس کی یلغار کے بعد جس طرح یورپ کو توانائی کے بحران کا سامنا ہے، تجزیہ کاروں کے مطابق اس کے نتائج یورپ اور امریکا میں بہت جلد توانائی کے متبادل نظام کی صورت میں ظاہر ہوں گے، عالمی سطح پر تعلقات میں تبدیلیاں رونما ہوں گی، تیل اور گیس کی بجائے شمسی اور دیگر ذرائع سے حاصل کردہ توانائی عام ہوئی تو لامحالہ تیل اور قدرتی گیس پر انحصار کم ہوجائے گا جس کا اثر عرب ریاستوں کی معاشی حالت پر مرتب ہوگا، یہی وجہ ہے کہ عرب حکمرانوں نے بھی متبادل ذرائع پر غور وفکر کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، اس سلسلے میں سعودی عرب کو بھی نئے معاشی نظام کا چیلنج درپیش ہے، ایسے میں خوش قسمتی سے ترکی کی موجودہ صنعتی ترقی اور زرعی استحکام کی صورت حال سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور اقتصادی روابط کے مستحکم ہونے سے عرب اور ترک ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں جس کا فائدہ ظاہر ہے کہ متعدد اسلامی ممالک کو پہنچے گا، جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو اسلحہ سازی، طیارہ سازی اور ایٹمی توانائی کے پُرامن استعمال کے ضمن میں پاکستان بھی اس اتحاد کا اہم حصہ ہوسکتا ہے، انسانی وسائل کی فراہمی اور سرمایہ کاری کے وسیع مواقع اور بہترین جغرافیائی محل وقوع کی بدولت بھی پاکستان کی اہمیت موجود ہے تاہم ان تمام مفادات اور ضروریات سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی تینوں ملکوں کے درمیان برادرانہ تعلقات کی ایک تاریخ موجود ہے جو کہ پاکستان کی موجودہ حکومت اور میاں محمد شہباز شریف کی کارکردگی کی وجہ سے ایک مرتبہ پھر زندہ ہوسکتی ہے، چنانچہ مستقبل میں برادرانہ تعلقات میں گرم جوشی میں اضافے کے امکانات کے ساتھ اس امر کی امید کی جاسکتی ہے کہ ترکی اور پاکستانی قیادت کی سرزمین حرم میں موجودگی محض اتفاق ہی نہیں ہوگی بلکہ ان شاء اللہ! تینوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں ہر اعتبار سے بہت جلد بہتری اور ہم آہنگی دیکھنے میں آئے گی، جس کے مجموعی اثرات سے عالم اسلام بھی مستفید ہوگا۔ ان شاء اللہ!

(بشکریہ روزنامہ اسلام، ۳۰/اپریل ۲۰۲۲ء)

مسجد نبوی اور روضۂ اطہر پر آواز بلند کرنے سے سب اعمال ضائع ہوجاتے ہیں

(پ ر) مسجد نبوی اور روضہ اطہر پر آواز بلند کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اس مقدس مقام پر شور وغل کی وجہ سے سب اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام فرض کے درجے میں ہے، یہ پوری امت کا مرکز وحدت ہے، یہاں سیاسی وگروہی اختلافات کو اچھالنا اور نعرے بازی کرنا سخت بے ادبی اور بارگاہِ رسالت کے احترام کے خلاف ہے۔ ۲۷/رمضان کو مسجد نبوی شریف میں پیش آنے والے واقعے نے ہر مسلمان کا دل چھلنی کر دیا ہے، سیاسی اختلافات میں شرعی حدود کی پامالی بے حد افسوس ناک ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، نائب امیر مولانا خواجہ عزیز احمد ومولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی رہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا شہاب الدین پوپلزئی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد ودیگر نے روضہ اطہر پر گستاخی کے واقعے پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ سیاسی جماعتوں خصوصاً اس واقعے میں ملوث پی ٹی آئی کو چاہیئے کہ اپنے کارکنوں کو سیاسی اختلافات کی حدود سکھائیں اور روضہ اطہر پر گستاخی کے مرتکب افراد اور ان کی سیاسی قیادت کو توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ورنہ روضہ اطہر پر توہین کا یہ واقعہ دنیا وآخرت میں رسوائی کا باعث بنے گا۔

ماہِ رمضان کے بعد ہمارے معمولات!

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

عمل کی قبولیت کی جو علامتیں علمائے کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائی ہیں، ان میں سے ایک اہم علامت عملِ صالح کے بعد دیگر اعمالِ صالحہ کی توفیق اور دوسری علامت اطاعت کے بعد نافرمانی کی طرف عدم رجوع ہے۔ نیز ایک اہم علامت نیک عمل پر قائم رہنا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس میں مداومت یعنی پابندی ہو، خواہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ ایام کو کسی خاص عمل کے لئے مخصوص فرمایا کرتے تھے؟ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نہیں، بلکہ آپ اپنے عمل میں مداومت (پابندی) فرماتے تھے۔ اگر کوئی ایسا کرسکتا ہے، تو ضرور کرے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح مت بنو جو راتوں کو قیام کرتا تھا لیکن اب چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

لہٰذا ماہِ رمضان کے ختم ہونے کے بعد بھی ہمیں برائیوں سے اجتناب اور نیک اعمال کا سلسلہ باقی رکھنا چاہیے۔ کیوں کہ اسی میں ہماری دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔ چند اعمال تحریر کررہا ہوں، دیگر اعمالِ صالحہ کے ساتھ ان کا بھی خاص اہتمام رکھیں۔

فرض نماز کی پابندی:

نماز، ایمان کے بعد دینِ اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے جس کی ادائیگی ہر عاقل وبالغ مسلمان پر فرض ہے، لیکن انتہائی تشویش وفکر کی بات ہے کہ مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اِس اہم فریضہ سے بے پروا ہے۔ رمضان کے مبارک ماہ میں تو نماز کا اہتمام کرلیتے ہیں، مگر رمضان کے بعد پھر کوتاہی اور سستی کرنے لگتے ہیں۔ حالاں کہ قرآن وحدیث میں اِس فریضہ کی بہت زیادہ اہمیت اور تاکید وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر وقت (رمضان اور غیر رمضان) نماز کا پابند بنائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔“ (النساء:۱۰۳) یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔ دن رات میں کل ۱۷ رکعتیں ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہیں: فجر کی ۲ رکعت، ظہر کی ۴ رکعت، عصر کی ۴ رکعت، مغرب کی ۳ رکعت اور عشا کی ۴ رکعت۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی، تو وہ کامیاب وکامران ہوگا اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔

(ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداود، مسند احمد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو اِن نمازوں کو اس طرح لے کر آئے کہ ان میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو، تو حق تعالیٰ شانہ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائے گا۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں، چاہے اس کو عذاب دے، چاہے جنت میں داخل کردے۔ (موطا مالک، ابن ماجہ، ابوداود، مسند احمد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت یہ ارشاد فرمائی: نماز، نماز...... (یعنی نماز کا اہتمام کرو)۔ جس وقت آپ نے یہ وصیت فرمائی آپ کی زبانِ مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔ (مسند احمد)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو یہ حکم جاری فرمایا کہ میرے نزدیک

تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ جس نے نماز کی پابندی کر کے اس کی حفاظت کی، اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا، وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ (موطا مالک)

نمازِ وتر کی پابندی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک ایسی نماز کا اضافہ کیا ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے اور وہ وتر کی نماز ہے جس کا وقت عشا کی نماز سے طلوعِ فجر تک ہے۔ (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداود)

حدیث کی تقریباً ہر مشہور و معروف کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتِ مسلمہ کو نمازِ وتر پڑھنے کا امر (حکم) موجود ہے، جو عموماً وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بعد نمازِ عشا یا اذانِ فجر سے قبل وتر پڑھنے کی پابندی کرنی چاہئے۔ احادیث کی روشنی میں امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے کہ نمازِ وتر کی وقت پر ادائیگی نہ کرنے پر دوسرے دن طلوع آفتاب کے بعد کسی بھی وقت قضا کر لینی چاہئے۔

سنن موکدہ کا اہتمام:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے دن اور رات میں بارہ رکعتیں (فرض کے علاوہ) پڑھیں، اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا گیا۔ (مسلم)

ترمذی میں یہ حدیث وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دن رات میں مندرجہ ذیل بارہ رکعتیں پڑھے گا، اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا: ۴ ظہر سے پہلے، ۲ ظہر کے بعد، ۲ مغرب کے بعد، ۲ عشا کے بعد اور ۲ فجر سے پہلے۔ ان سنن موکدہ کے علاوہ دیگر سنن غیر موکدہ، نمازِ تہجد، نمازِ اشراق، نمازِ چاشت، تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا بھی اہتمام فرمائیں۔

قرآن کی تلاوت کا اہتمام:

تلاوتِ قرآن کا روزانہ اہتمام کریں، خواہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ علمائے کرام کی سرپرستی میں قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم میں وارد احکام و مسائل کو سمجھ کر ان پر عمل کریں اور دوسروں کو پہنچائیں۔ یہ میری، آپ کی اور ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کے معنی و مفہوم نہیں سمجھ پا رہے ہیں، تب بھی ہمیں تلاوت کرنی چاہئے۔ کیوں کہ قرآن کی تلاوت بھی مطلوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک حرف قرآن کریم کا پڑھے، اس کے لئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔ (ترمذی)

حلال رزق پر اکتفا:

حرام رزق کے تمام وسائل سے بچ کر صرف حلال رزق پر اکتفا کریں، خواہ مقدار میں بظاہر کم ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل قیامت کے دن کسی

مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی تقریب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے رہنما اور عرصہ دراز سے چناب نگر میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے والے مردِ مجاہد مولانا غلام مصطفیٰ کی یاد میں ۶ / اپریل ۲۰۲۲ء کو مرکز ختم نبوت مسلم کالونی میں تعزیتی ریفرنس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے کی۔ تعزیتی ریفرنس سے چنیوٹ اور مضافات کے علماء کرام مولانا سیف اللہ خالد، مولانا ملک خلیل، پیر محمد صفدر، مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا طاہر حسین، مولانا فیض اللہ، مولانا غلام بشیر، مولانا ضیاء الحق چنیوٹی، مولانا محمد مغیرہ، محمد افضل نے خراج تحسین پیش کیا۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ علماء کرام نے کہا کہ انہوں نے ربع صدی چنیوٹ اور مضافات کے مظلوم مسلمانوں اور ایسے ہی قادیانی جماعت کی طرف سے اپنے جماعتی غرباء پر ڈھائے جانے والے مظالم میں مظلومین کی خوب دادرسی کی۔ اپنی بیماری، ناتوانی، کمزوری کو پس پشت رکھتے ہوئے ستم رسیدہ حضرات کی امداد و اعانت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ انہوں نے علاقہ میں کئی ایک مساجد کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسلم کالونی میں جنازہ گاہ کے پلاٹ کو عملی شکل دی۔ مولانا محمد اکرم طوفانی کی وفات کے بعد مجلس ایک دوسرے جانباز مبلغ سے محروم ہوگئی۔ مقررین نے عہد کیا کہ مولانا غلام مصطفیٰ کے طرزِ عمل کو زندہ رکھا جائے گا اور ان کے جانشین مولانا توصیف احمد سے بھرپور تعاون کیا جائے گا۔ تمام شرکاء کی شاندار افطاری سے مجلس طرف سے تواضع کی گئی۔ تقریب شام چار بجے سے سوا چھ بجے تک جاری رہ کر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

انسان کا قدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے ہٹ نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ وہ پانچ سوالوں کے جواب دے دے۔ ان پانچ سوالات میں سے دو سوال مال کے متعلق ہیں کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ صرف حلال وسائل پر ہی اکتفا کرے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرام مال سے جسم کی بڑھوتری نہ کرو۔ کیوں کہ اس سے بہتر آگ ہے۔(ترمذی)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو، ایسے شخص کا ٹھکانا جہنم ہے۔(مسند احمد)

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حرام کھانے، پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں کہاں سے قبول ہوں۔(صحیح مسلم)

عصرِ حاضر میں بعض ناجائز چیزیں مختلف ناموں سے رائج ہوگئی ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال واضح ہے، حرام واضح ہے۔ اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے۔ جس شخص نے شبہ والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچالیا، اُس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کی۔ اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پڑے گا وہ حرام چیزوں میں پڑ جائے گا۔ اس چرواہے کی طرح جو دوسرے کی چراگاہ کے قریب بکریاں چراتا ہے۔ کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ چرواہے کی تھوڑی سی غفلت کی وجہ سے وہ بکریاں دوسرے کی چراگاہ سے کچھ کھالیں۔(بخاری ومسلم)

بچوں کی دینی تعلیم وتربیت:

ہماری یہ کوشش وفکر ہونی چاہئے کہ ہماری اولاد اہم وضروری مسائلِ شرعیہ سے واقف ہوکر دنیاوی زندگی گزارے اور اخروی امتحان میں کامیاب ہوجائے۔ کیوں کہ اخروی امتحان میں ناکامی کی صورت میں دردناک عذاب ہے، جس کی تلافی مرنے کے بعد ممکن نہیں ہے، مرنے کے بعد آنسو کے سمندر بلکہ خون کے آنسو بہانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یاد رکھیں کہ اگر ہم اخروی زندگی کو سامنے رکھ کر دنیاوی زندگی گزاریں گے، تو ہمارا بچوں کی تعلیم میں مشغول ہونا، ان کی تعلیم پر پیسہ خرچ کرنا اور ہر عمل دنیا وآخرت دونوں جہاں کی کامیابی دلانے والا بنے گا، ان شاء اللہ۔ لیکن آج عصری تعلیم کو اس قدر فوقیت واہمیت دی جا رہی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو بالغ ہونے کے باوجود نماز وروزہ کا اہتمام نہیں کرایا جاتا۔ کیوں کہ ان کو اسکول جانا ہے، ہوم ورک کرنا ہے، پروجیکٹ تیار کرنا ہے، امتحانات کی تیاری کرنی ہے وغیرہ وغیرہ یعنی دنیاوی زندگی کی تعلیم کے لئے ہر طرح کی جان ومال اور وقت کی قربانی دینا آسان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔

ٹی وی اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے دوری:

معاشرہ کی بے شمار برائیاں ٹی وی اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے پھیل رہی ہیں۔ لہٰذا فحش وعریانیت وبے حیائی کے پروگرام دیکھنے سے اپنے آپ کو بھی دور رکھیں اور اپنی اولاد وگھر والوں کی خاص نگرانی رکھیں، تاکہ یہ جدید وسائل آپ کے ماتحتوں کی آخرت میں ناکامی کا سبب نہ بنیں۔ کیوں کہ آپ سے ماتحتوں کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔(التحریم:۶)☆☆☆

سنانواں میں ختم نبوت سیمینار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد المجاہد سنانواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ ۲۹/مارچ ۲۰۲۲ء کو مغرب کی نماز کے بعد عظیم الشان ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت پیر عبدالقیوم دریا پیر مٹھا نے کی۔ تلاوت کلام پاک قاری محمد شکیل نے کی۔ نعت احسان اللہ طالب علم اور جناب عزیز الرحمٰن نے پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد کے مختصر بیان کے بعد مجلس کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قادیانیت کے مقابلہ میں عظیم الشان تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تفصیلات بیان کیں۔ آخری خطاب نبیرۂ امیر شریعت مولانا سیّد محمد کفیل شاہ بخاری کا ہوا، انہوں نے تحریک ختم نبوت کے لئے مجلس احرارِ اسلام کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ جامع مسجد المجاہد فاضل دیوبند مولانا محمد حسین مجاہدؒ، تلمیذ حضرت مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ نے رکھی۔ موصوف جامعہ رشیدیہ ساہیوال، جامعہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان، جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کی جانشینی کے فرائض مولانا مفتی محمد آصف عزیز سلمہ سرانجام دے رہے ہیں۔ سنانواں یونٹ کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس اور ایک سیمینار منعقد ہوتا ہے۔ سنانواں مجلس کے امیر فاضل نوجوان مولانا قاری محمد ابوبکر ہیں۔

رمضان میں مبلغین کی مصروفیات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ مبلغین نے رمضان المبارک بھرپور طریقہ سے گزارا۔ دن میں کئی کئی مساجد میں ختم نبوت کا پیغام پہنچایا۔ رمضان المبارک میں عام مہینوں کے علاوہ مساجد میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اگرچہ بعض نمازی اٹھ جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر عام حالات کی علاوہ زیادہ نمازی بیٹھ جاتے ہیں اور بات توجہ سے سنتے ہیں۔ چنانچہ مبلغین نے ختم نبوت کا پیغام عوام وخواص کو پہنچایا۔

مولانا شجاع آبادی کی گوجرانوالہ آمد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تین روزہ دورہ پر ۱۰ تا ۱۲/اپریل کو گوجرانوالہ تشریف لائے جہاں آپ نے کئی ایک مساجد میں بیانات فرمائے نیز دو افطار پارٹیوں میں بھی شرکت کی۔ مولانا شجاع آبادی نے اپنے بیانات میں فرمایا کہ جب تک ملک میں ایک بھی قادیانی موجود ہے۔ ہماری پُرامن تحریک جاری رہے گی۔ نیز انہوں نے کہا کہ وہ دن دور نہیں جب پوری دنیا سے قادیانیت کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت ایک مردہ لاش ہے۔ اس میں روح پھونکنے والے خود مٹ جائیں گے، لیکن قادیانیت میں روح نہیں آئے گی۔ (مولانا محمد عارف شامی)

مولانا شجاع آبادی کا دس روزہ دورہ

لاہور: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دس روزہ دورہ پر لاہور تشریف لائے۔ جہاں انہوں نے مختلف مساجد میں خطاب کیا۔ انہوں نے لاہور مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کے دورہ سرف میں شریک دسیوں علماء کرام اور طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ایک ایسے عارف باللہ کی شاگردی اختیار کئے ہوئے ہیں جو صرف قرآن وسنت کے مستند عالم ہی نہیں بلکہ کئی ایک بزرگوں کے فیض یافتہ صاحب نسبت بزرگ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا رکن اور لاہور یونٹ کے امیر بھی ہیں۔ آپ جہاں ان سے بھرپور استفادہ کریں وہاں اپنے اپنے مقام پر جاکر ختم نبوت کا تحفظ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کردار ادا کریں۔

جامع مسجد عائشہ میں دروس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جہاں لاہور کی مختلف مساجد میں بیانات کئے وہاں جامع مسجد عائشہ میں دس روز تک غزوۂ بدر، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سیرت مبارک، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حیات وخدمات اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی اور مذکورہ بالاعنوانات پر اعتراضات کے جوابات دیئے۔ دس روز تک صبح کی نمازوں کے

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

فاتحِ قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کچھ عرصہ امیر مرکزیہ رہے ہیں، آپ قادیان (انڈیا) اور چناب نگر (پاکستان) میں ردقادیانیت پر علمائے کرام کی تیاری کرایا کرتے تھے۔ آج کے علماء کرام واکابر کو آپ سے اس موضوع پر شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپ قادیانیت کو فی البدیہہ (بے ساختہ) جملوں کی کاٹ سے لاجواب کر دیا کرتے تھے۔ ملعونِ قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بدترین گستاخی کرتے ہوئے ایک شعر میں ہذیان بکا ہے:

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

مولانا محمد حیاتؒ اس کے جواب میں یوں فرمایا کرتے تھے:

ابنِ ملجم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بدتر غلام احمد ہے

عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے قاتل کا نام ہے۔

مرسلہ: مولانا محمد قاسم، کراچی

بعد سینکڑوں نمازیوں نے مولانا شجاع آبادی کے بیانات سے استفادہ کیا۔

مولانا جالندھریؒ کی یاد میں تقریب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی زیراہتمام ۲۱/اپریل کومجاہد ملت حضرت مولانا جالندھریؒ کی یاد میں ان کے یوم وفات کی نسبت سے مرکز ختم نبوت میں مولانا محمد علی جالندھریؒ کی یاد میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔صدارت قاری علیم الدین شاکر ناظم اعلیٰ مجلس لاہور نے کی جبکہ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ تقریب میں مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، حافظ محمد الطاف، حافظ محمد نعیم شاکر سمیت کئی ایک حضرات شریک ہوئے۔تقریب میں مولانا محمد علی جالندھریؒ کی عظیم الشان خدمات پرانہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔کہا گیا مولانا جالندھریؒ ذہین ترین انسان تھے۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا قیام،تحریک خدام اہلسنت اور دیگرکئی اداروں کا قیام انہیں کے ناخن تدبیر کا نتیجہ ہے۔مولانا جالندھریؒ اتحاد بین المسلمین کے داعی،ختم نبوت کے محاذ کے عظیم جرنیل تھے۔ان کی ساری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں گزری، انہوں نے تمام مکاتب فکر کوعقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔آخر میں ان کے رفع درجات کی دعا کی گئی اور کہا گیا کہ انشاء اللہ العزیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انہیں کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے گی۔

مرکزی جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کے خطیب سے تعزیت: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بلکہ شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے خاندان کے عظیم فرد مرکزی جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کے خطیب حضرت مولانا محمود الرشید قدوسی مدظلہ کے برادر نسبتی جناب تنویداحمد عثمانیؒ کی وفات پرتعزیت کا اظہار کیا۔مولانا محمد عارف شامی، قاری عمر حیات کی معیت میں دعائے مغفرت کی۔

عزیزی حافظ عبدالرحمٰن کی حفظ قرآن کی تکمیل: فرزندی مولانا ابوبکر صدیقؒ کے فرزند ارجمند حافظ عبدالرحمٰن سلمہ نے قرآن پاک حفظ کیا۔۲۳/اپریل ۲۰۲۲ء کو مدرسہ ترتیل القرآن طلحہ مسجد شریف پورہ ملتان میں ۱۱ بجے قبل از دوپہر ان کے حفظ قرآن کی تکمیل کی تقریب منعقد ہوئی۔جس کی صدارت عزیزی کے استاذ محترم مولانا قاری محمد ابراہیم رحیمی مدظلہ نے کی۔ تقریب میں عبدالرحمٰن کے نانا ڈاکٹر محمد اسحاق، ماموں حافظ ڈاکٹر محمد کاشف، چچاؤں عمر فاروق، عثمان غنی، پھوپھا قاری محمد بلال مکی سلمہ نے خصوصی شرکت کی۔

راقم نے حفظ قرآن کی فضیلت، دنیا، قبر، حشر میں قرآن پاک کی وفاداری کے عنوان پر بیان کیا اور عزیز طلبہ کو مطالعہ،سبق، سبقی، منزل پر محنت کرنے کی ترغیب دی۔حافظ عبدالرحمٰن سلمہ نے آخری سبق سنایا دو تین طلبہ نے نعتیہ کلام پیش کیا۔تقریب تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔راقم کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

مدینہ منورہ کی حرمت وتوقیر کا تقاضا

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مدینہ منورہ اسلامی ریاست کا دارالحکومت رہا ہے جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد دارالحکومت کوفہ میں منتقل کرلیا تھا۔مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح پر اپنی کتاب ’’المرتضیٰ‘‘ میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ’’سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ امیر المومنین نے کوفہ کو اپنی اقامت کے لئے اور عالمی خلافتِ اسلامیہ کا پایۂ تخت بنانے کے لئے کیوں منتخب کیا۔یہ حیثیت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مدینہ منورہ کی تھی۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا صرف اس لئے کیا کہ مدینہ منورہ کو، جوان کا محبوب شہر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دارالہجرت اور مدفن مبارک تھا، اس کو داخلی جنگوں اور فوجی تنازعات سے دور اور الگ تھلگ رکھیں، کیونکہ اندرونی خلفشار شروع ہو چکا تھا اور حالات کے رخ سے پتہ چل رہا تھا کہ ایسا ہوگا۔لہٰذا مسجد نبوی، حرمِ ثانی اور آرام گاہِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا تقاضا تھا کہ وہ کسی قسم کے فتنہ کا مرکز نہ بنے۔‘‘ سوچنے کی بات ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو مدینہ منورہ کو باہمی تنازعات اور بے ادبی سے بچانے کے لئے دارالحکومت وہاں سے منتقل کرلیا تھا مگر ہم اپنے ملک کے گروہی جھگڑوں پر حرمِ نبوی میں ہلڑبازی کی روایت قائم کرنے پر آگئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

(حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ)

محاذ ختم نبوت کے قافلہ سالار

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مولانا محمد قاسم، کراچی

اللہ تعالیٰ نے جب سے انسانیت کو مسجود ملائکہ کا شرف بخشا ہے، تب سے ابلیس لعین اس کا دشمن بن گیا ہے۔ شیطان نے انسان کو گمراہ کرنے کے لئے کیا کیا حربے استعمال نہیں کئے اور کون کون سے جال نہیں پھیلائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے شیطانی چالیں ناکام بنائیں اور ان انبیاء کرام علیہم السلام نے وحی الٰہی سے روشنی پا کر تاریک راہوں میں بھٹکتے مسافروں کو ان کی منزل مقصود (آخرت) کا راستہ دکھایا۔ شیطان نے جہاں کفر، شرک، الحاد، زندقہ و دیگر حربوں سے انسان کو گمراہ کرنا چاہا وہیں اس کا ایک مہلک وار انکارِ ختم نبوت کے فتنے کی صورت میں بھی سامنے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو سے زائد احادیث طیبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ: ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا'' مگر اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور ان جیسے دیگر جھوٹے مدعیانِ نبوت نے عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرکے خود کو خدا کا نبی باور کرایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ان فتنوں کی سرکوبی کی اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

زمانہ قریب میں ہندوستان کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کرکے انکارِ ختم نبوت کے فتنے میں روح پھونکی اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے لگا، اس فتنے کے قلع قمع کے لئے علماء امت نے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی بنیاد ڈالی۔ یہ جماعت علماء کرام کی قیادت وسیادت، سرپرستی وراہنمائی میں قادیانی فتنے کا مقابلہ کرنے لگی۔ امام بیہقیؒ نے ''دلائل النبوۃ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

''انہ سیکون فی آخر ہذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر أولھم یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن۔''

(مشکوٰۃ المصابیح ص:۵۸۴، ط:قدیمی)

ترجمہ: ''اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جن کو اجر امت کے پہلوں کا سا دیا جائے گا۔ یہ لوگ ''معروف'' کا حکم کریں گے، بُرائیوں سے روکیں گے اور اہل فتنہ سے لڑیں گے۔''

اس ارشاد نبوی سے معلوم ہوا کہ ''المعروف'' کا حکم کرنا ''المنکر'' سے روکتے رہنا اور فتنہ پردازوں سے برسرپیکار رہنا، یہ تین اوصاف پچھلوں کو پہلوں سے ملا دیتے ہیں۔ مقبولیت عنداللہ پانے اور زمانے کا مقتدا بننے کے لئے علم وفضل، تقویٰ وطہارت، زہد وتقدس، اخلاق حسنہ، اوصاف کریمانہ وغیرہ ضروری ہیں مگر ان گراں قدر صفات سے آدمی کا شمار اسے زمانے میں ہوگا جس میں وہ پیدا ہوا اور اس کے اجر وثواب کا پیمانہ اور قدر ومنزلت کی کسوٹی بھی اسی دور کے لحاظ سے متعین ہوگی۔ مگر امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اہل فتن سے جہاد ایسے اوصاف ہیں جو قرونِ متاخرہ کے افراد کو قرونِ اولیٰ کی شخصیات بنادیتے ہیں۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جو پیدا تو اسی زمانے میں ہوئے مگر قادیانی فتنے سے تاعمر برسرپیکار رہ کر بارشادِ نبوی: ''لھم مثل اجر اولھم'' (ان کا اجر امت کے پہلوں کا سا ہے) کا تمغہ پاگئے۔

حضرت شہید اسلامؒ ساری زندگی دین کے تمام شعبوں میں خدمات سرانجام دیتے رہے، آپ ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے۔ مسند تدریس سے منبر ومحراب تک، علمی وتحقیقی شان کے ساتھ ساتھ سادہ عوامی لب ولہجے میں وعظ وبیان، تحریر کے میدان میں قلم کی جولانیوں سے تقریر کے محاذ پر رس گھولتی شیریں آواز کی گونج، تبلیغ وخانقاہ سے میدانِ جہاد تک، عظمت اہل بیتؓ وصحابہ کرامؓ سے دفاع اکابر واسلاف کا مزاج، درسِ قرآن، درسِ حدیث، تفسیر قرآن وشرحِ حدیث، فقہ وفتاویٰ، عام آدمی کو زندگی کے کسی بھی مرحلے میں درپیش مسائل کا حل، شرعی وفقہی جواب کے ساتھ ساتھ حکیمانہ واصلاحی مشورہ۔ غرض یہ کہ کون سا شعبہ

دین ہے جہاں آپؒ کی خدمات نہ گنوائی جاسکیں۔

لیکن جس چیز نے آپ کو زمانے میں سب سے سربلند کردیا اور جو آپ کا تعارف وپہچان بن گئی وہ ہے: ختم نبوت کا تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کا تعاقب۔ آپؒ میں اس جذبے کی بیداری کے اندر کس نے بنیادی کردارادا کیا، آپ کے خادم و رفیق خلیفہ مجاز شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان نوراللہ مرقدہ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

”شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوّراللہ مرقدہٗ کو قدرت نے تردید قادیانیت کے لئے منتخب کیا تھا، آپؒ کی طالب علمی کے دور سے ہی تربیت اس ماحول میں ہوئی تھی، چنانچہ جامعہ خیرالمدارس میں تعلیم کے دوران آپؒ جمعہ کی تقریر سننے کے لئے حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد تشریف لے جاتے تھے۔ اسی کا فطری اثر تھا کہ ”قادیانیت“ کی نفرت دِل میں بیٹھی ہوئی تھی، ابتدائی تدریسی دور میں جب آپؒ کی نظر ”صدقِ جدید“ کے اس شذرہ پر پڑی جس میں مولانا عبدالماجد دریاآبادی نے لاعلمی یا غلط فہمی کی بنا پر قادیانیوں کی حمایت کی تھی، تو آپؒ تڑپ اُٹھے، اور فوری طور پر اس کا جواب لکھ کر ماہنامہ ”دارالعلوم“ دیوبند کو اِرسال کردیا، جو نہایت آب وتاب کے ساتھ ”دارالعلوم“ میں شائع ہوا۔ اس کے بعد آپؒ اپنی تدریسی مصروفیات میں منہمک ہوگئے تا آنکہ قدرت کی طرف سے تردید قادیانیت کے لئے آپ کو زندگی وقف کرنے کا حکم نامہ محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ملا، اور آپؒ نے اپنی قلمی جولانیوں کا رُخ تردیدِ قادیانیت کی طرف ایسا پھیرا کہ آج اس موضوع پر سب سے زیادہ لٹریچر آپؒ کا تحریر کردہ ہے جو ”تحفۂ قادیانیت“ کی شکل میں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے، جو تین جلدوں میں شائع ہوچکا ہے۔“

(تحفۂ قادیانیت، ج:۱،ص:۱۴،ط:۲۰۱۰ء)

آپ کے اسی تحریری لٹریچر کی برکت ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت پروگراموں میں ختم نبوت پر جو اقوال جابجا آویزاں نظر آتے ہیں، وہ اکثر آپ ہی کے تحریر کردہ ہیں۔ یہ اقوال ہر پڑھنے والے کو ختم نبوت کا پیغام دے جاتے ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپؒ کے جذبہ صادقہ اور قادیانی فتنے سے آپؒ کی نفرت اور غیظ و غضب آشکارا کرتے ہوئے آپ کے جانشین شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نوراللہ مرقدہ رقم طراز ہیں:

”دین، دینی اقدار کی سربلندی اور کفر وضلال کی تردید اور مدعیٔ کاذب مرزا غلام احمد قادیانی کی تغلیط کے سلسلہ میں ہمارے مخدوم ومحبوب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو یہی مقام حاصل تھا، چنانچہ بارہا مشاہدہ ہوا کہ آپ کسی دُور دراز کے سفر سے تھکے ہارے پہنچے، ادھر کوئی مرزائی یا قادیانیت زدہ آ گیا، جیسے ہی اس نے قادیانیت پر کوئی سوال کیا، آپ کو اپنی ساری تھکن بھول گئی اور گھنٹوں اس سے بیٹھ کر ایمان وکفر اور کذبِ مرزا پر بات کرتے اور دلائل و براہین سے اُسے قادیانی دجل و فریب سے آشنا کرتے، مرزا کی دسیسہ کاریاں سمجھاتے، نہایت سوز ودرد سے اس کا ایمان بچانے کی فکر کرتے، اور دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی کرکے بتلاتے۔“

(تحفۂ قادیانیت، ج:۱،ص:۱۹،ط:۲۰۱۰ء)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بات سمجھانے کا جو ملکہ عطا فرمایا تھا، اس کی بدولت آپ کتنے قادیانیوں کو راہِ راست پر لے آئے اور قادیانی سوالوں سے پریشان سادہ لوح مسلمانوں کے اشکالات کو بھی چٹکیوں میں حل فرمادیتے تھے۔ جناب محمد عتیق انور (لاہور) ایسا ہی ایک واقعہ اپنی یادداشت سے لکھتے ہیں:

”یکم صفر ۱۴۲۱ھ بمطابق ۶/مئی ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ ملتان ختم نبوت کانفرنس سے فارغ ہوکر خیرالمدارس تشریف لے گئے، یہ حضرت کا ملتان کا آخری سفر تھا۔ وہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ نے حضرت کی خدمت میں نعت پیش کی، لوگ اچانک حضرت کو دیکھ کر حیران بھی تھے اور بہت خوش بھی۔ اسی اثنا میں حضرت شیخ الحدیث صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! میرے بچی نے مجھ سے ایک سوال کیا ہے، میری خواہش ہے کہ جواب آپ ہی دیں۔ سوال یہ ہے کہ: کلمہ طیبہ کے دو جزو ہیں، پہلے جزو ”لا الہ الا اللہ“ کے منکر بے شمار ہیں، مگر دوسرے جزو ”محمد رسول اللہ“ کے منکر چند ایک ہیں، جیسے قادیانی وغیرہ، جب کہ ہماری ساری محنت کلمے کے دوسرے جزو کے

منکرین کے خلاف ہوتی ہے، کھلے کافر یعنی منکرین توحید یا لا الہ الا اللہ کے خلاف اس قسم کی محنت کیوں نہیں؟ حضرت شہیدؒ بچی کی ذہانت پر بہت خوش ہوئے اور اسے انعام بھی بھجوایا اور اس کے سوال کے جواب میں فرمایا: اس لئے کہ ہم سب مسلمان جانتے ہیں کہ عیسائی، یہودی اور ہندو وغیرہ لا الہ الا اللہ کے منکر ہیں اور ہم ان سے نفرت بھی کرتے ہیں، مگر ”محمد رسول اللہ“ کے منکر ایک تو ہمارے اندر چھپے ہوئے ہیں اور دوسرا اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلواتے ہیں اور اس کے ساتھ ہمیں جتنی نفرت ان سے ہونی چاہئے اتنا نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔“ (بینات شہید اسلام نمبر، ص:۳۹۱)

اسی طرح کا ایک واقعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

”جھنگ صدر کے مولانا ریاض الحسن قادری نے بتلایا کہ ڈرگ روڈ کراچی کے ایک قادیانی نے ایک مسلمان نوجوان کو ورغلایا اور اس کے ذہن میں شکوک وشبہات پیدا کرکے اسے قادیانی بنالیا، رمضان المبارک کے ماہ مقدس میں قادیانیت سے متاثر نوجوان کو حضرت لدھیانویؒ کی خدمت میں لایا گیا، حضرتؒ نے حسبِ عادت اس سے انتہائی شفقت ومحبت سے گفتگو کی اور اس کے دل و دماغ میں ڈالے گئے شکوک و شبہات کا ازالہ فرمایا اور آخر میں اسے چند نکات بتلائے کہ وہ اپنے قادیانی دوستوں کے سامنے پیش کرکے ان کے جوابات لے اور مجھے ان جوابات سے مطلع کرے، چنانچہ وہ نکات حسب ذیل ہیں:

۱:... تمام انبیاء کرام کے نام مفرد ہیں (یعنی حضرت آدم، نوح، شیثؑ، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام) کسی نبی کا نام مرکب نہیں، جب کہ مرزا قادیانی کا نام مرکب (غلام احمد) ہے، ایسا کیوں ہے؟

۲:... ہر نبی کی وحی اس کی قومی زبان میں نازل ہوتی رہی، جب کہ مرزا قادیانی کو مختلف زبانوں میں وحی والہام ہوئے۔

۳:... نبی کی پہلی وحی سے لے کر آخری وحی تک گرامر کی کوئی غلطی نہیں ہوئی، جب کہ مرزا قادیانی کی خرافات میں عربی اور اردو گرامر کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں۔

۴:... تمام انبیاء کرام نے بیت اللہ شریف کا طواف (حج وعمرہ) ادا کیا، مرزا قادیانی اس سے محروم رہا۔

۵:... کسی نبی کا کوئی استاذ نہیں ہوتا جب کہ مرزا غلام احمد نے فضل الٰہی، فضل احمد، گل علی شاہ (شیعہ) سے ظاہری علوم اور اپنے والد مرزا غلام مرتضیٰ سے طب پڑھی۔ (کتاب البریہ، ص:۱۴۸ تا ۱۵۰)

۶:... کوئی نبی کسی امتحان میں ناکام نہیں ہوا جب کہ مرزا قادیانی مختاری کے امتحان میں ناکام ہوا۔

۷:... نبی جہاں فوت ہوتا ہے، اس کی تدفین اسی مقام پر عمل میں لائی جاتی ہے (جب کہ مرزا قادیانی کی موت لاہور کی

قاری علیم الدین شاکر کو صدمہ

۱۴/اپریل ۲۰۲۲ء کو اڑھائی بجے پاک فوج کے جوانوں کی گاڑی پر حملہ کیا گیا جس میں سات جوان جاں بحق ہوئے۔ ان میں سے ایک نوجوان ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری علیم الدین شاکر مدظلہ کے جوان سال ہمشیرزادہ محمد طارق ابن محمد یوسف بھی تھا، جس کی عمر ۳۳ سال ہوگی۔ تقریباً سولہ سترہ سال سے آرمی میں خدمات سرانجام دے رہے تھے، حملہ میں جامِ شہادت نوش فرمانے والے ساتوں نوجوان شکل شباہت کے اعتبار سے صالح نوجوان تھے۔ دہشت گرد چھپے ہوئے تھے، انہوں نے غالباً پٹرول بم سے گاڑی کو نشانہ بنایا، جس سے آگ لگ گئی، ساتوں نوجوان مادر وطن کی حفاظت کرتے ہوئے عالم برزخ کو سدھار گئے۔ محمد طارق کی میت فوجی اعزاز و اکرام کے ساتھ فیصل آباد لائی گئی اور ان کی نماز جنازہ مولانا قاری علیم الدین شاکر کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں آرمی کے نوجوانوں کے علاوہ سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی اور اسے وارث پورہ سہیل آباد کے قبرستان فیصل آباد میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ موصوف نے پسماندگان میں والدین کے علاوہ بیوہ اور تین بچے سوگوار چھوڑے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری خالد محمود، قاری سعید احمد شادی پورہ نے وفد کی صورت میں تعزیت کی۔ ۱۷/اپریل ۲۰۲۲ء کو راقم بھی علامہ ممتاز احمد اعوان کی معیت میں تعزیت کے لئے حاضر ہوا اور مرحوم کی مغفرت، رفع درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

احمدیہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ، نشتر روڈ) میں ہیضہ کی بیماری سے ہوئی، دونوں راستوں سے غلاظت جاری تھی، صرف گیارہ گھنٹے بیمار رہ کر واصل جہنم ہوا اور اس کی میت کو خردجال (ریل گاڑی مرزا قادیانی ریل گاڑی کو خردجال سے تعبیر کرتا تھا) پر لاد کر قادیان لے جائی گئی اور قادیان میں تدفین عمل میں لائی گئی، یعنی موت لاہور میں واقع ہوئی اور تدفین قادیان میں۔“

وہ نوجوان یہ نکات نوٹ کر کے لے گیا اور قادیانی مربیوں سے گفتگو کی، مگر کوئی مربی اسے مطمئن نہ کرسکا، آئندہ جمعہ جو جمعۃ الوداع تھا، وہ حضرت لدھیانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، چنانچہ مسجد فلاح کے نمازیوں اور سامعین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور شام کو اس کے اعزاز میں عظیم الشان افطاری کا اہتمام کیا گیا۔

(بینات شہید اسلام نمبرؒ ص:۱۴۱۷ تا ۱۴۱۹)

چونکہ یہ واقعہ آپ کی مسجد فلاح کا ہے، اسی مناسبت سے یہ بات عرض کرتا چلوں کہ آپؒ نے اپنی مسجد فلاح میں ۱۹۸۰ء تا دمِ شہادت (۲۰۰۰ء) بیس سالہ عرصے میں ختم نبوت کا کام اتنی گہری بنیادوں پر کیا ہے کہ آج آپ کی شہادت کو بائیس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس علاقے میں تحفظ ختم نبوت کی بہار قائم ہے یقیناً یہ آپ کی مظلومانہ شہادت کی کرامت ہے اور اس مقدس خون کا اعجاز ہے جو فلاح مسجد سے دفتر ختم نبوت جاتے ہوئے ۱۸؍ مئی ۲۰۰۰ء کو اسی علاقے کی زمین نے اپنے اندر جذب کرلیا تھا۔

جیسے اللہ تعالیٰ ہر دور میں باطل کی سرکوبی کے لئے اپنے خاص بندوں کا انتخاب کرتا ہے، جن کے شب وروز اسی فکر میں گزرتے ہیں کہ کس طرح باطل کا راستہ روک کر اہل ایمان کو بچایا جائے اور پھر وہ اس فکر میں اپنی جان تک سے گزر جاتے ہیں، پھر ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی خاص شعبہ دین میں امامت اور مجددیت کے مقام پر فائز ہوجاتے ہیں، ایسے ہی شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی فتنے کے تعاقب کے شعبے میں امامت کا درجہ حاصل تھا اور یقیناً آپ اس میدان کے مجدد تھے۔ تبھی تو قطب دوراں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ آپؒ کو اپنی زبان اور ترجمان ختم نبوت کہا کرتے تھے۔ آج تحفظ ختم نبوت کا کوئی مبلغ اور کارکن آپ کی رہبری ورہنمائی سے مستغنی نہیں ہوسکتا اور آپ کا ردِقادیانیت پر شاہکار انسائیکلوپیڈیا ”تحفۂ قادیانیت“ سے کوئی مبلغ ختم نبوت اور عالم دین بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ یقیناً سب گلستانِ ختم نبوت کے اس گلاب کے خوشہ چیں ہیں، جس کی خوشبو چاردانگ عالم کو مسحور کررہی ہے۔

☆☆.................☆☆

تبصرۂ کتب

نام کتاب: فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سوانح وافکار

ترتیب وتبویب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ضخامت: ۲۵۴ صفحات

ناشر: قاضی احسان احمد اکیڈمی، متصل مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ، صدیق آباد بستی مٹھو جلال پور روڈ شجاع آباد

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ تقریباً چودہ سال قادیان میں رہ کر قادیانیوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد قادیانی جماعت کے لاٹ پادری مرزا بشیر احمد محمود نے برقعہ اوڑھ کر قادیان سے فرار ہوکر لاہور میں آکر دم لیا تو فاتح قادیان نے امیر شریعت حضرت سیّد عطاء شاہ بخاریؒ کو ٹیلی گرام کے ذریعہ صورت احوال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ شاہ جیؒ نے فرمایا کہ آپ بھی آجائیں۔ پاکستان آکر لاہور پھر اپنے بھائیوں کے ساتھ خیرپور میرس سندھ میں کاشت کاری میں مصروف ہوگئے۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں زور پکڑنے لگیں تو آپ کو بھائیوں سے مانگ کر دارالمبلغین کا آغاز کیا گیا۔ ہزاروں علماء کرام نے آپ سے قادیانیت پر ٹریننگ لی، آپ اپنے وقت کے نامور مناظر بلکہ استاذ المناظرین تھے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا قائم الدین عباسیؒ، مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ، مولانا قاضی عبداللطیف شجاع آبادیؒ آپ کے تربیت یافتہ تھے۔ نیز مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانیؒ، مولانا زاہد الراشدی مدظلہ اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سمیت اس وقت ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔ حیات مسیح علیہ السلام کا موضوع آپ کا پسندیدہ موضوع تھا، اللہ پاک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے آپؒ کے ارشادات اور آپ کے حالات زندگی کو جمع کرکے اس مجموعہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔ قاضی احسان اللہ اکیڈمی نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سمیت تمام دفاتر سے دستیاب ہے۔

داعی الی اللہ حضرت الحاج بھائی محمد یامین رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر سعید احمد صدیقی

مادہ پرستی کے موجودہ دور میں اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ بزرگان دین کی زندگیوں سے زیادہ سے زیادہ رہنمائی حاصل کی جائے، مادہ پرستی نے نسل انسانی کو تباہی کے جس غار کے کنارے پہنچا دیا ہے،اس سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ معیار زندگی کو بلند کرنے کی رٹ چھوڑ کر اخلاق بلند کرنے کی بات کی جائے،اس کے لئے اپنے اکابرین کی زندگی کا ہم مطالعہ کریں اور وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہو، انہی روشنیوں کے منبع اور ظلمتوں کو دور کرنے والے چراغوں میں سے ایک روشن چراغ حضرت الحاج بھائی محمد یامین رحمہ اللہ علیہ ہیں جو اپنی پاکیزہ زندگی اور قابل رشک موت کو ہمارے لئے مثال بنا گئے اور اس فرمان کا مصداق بن گئے کہ:”من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ۔“

بھائی محمد یامین ۳ر نومبر ۱۹۳۹ء کو دہلی کی ایک بستی میں پیدا ہوئے اور دہلی کے روایتی شرفاء کی وضع داری اور اخلاق و تواضع کا خوبصورت نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔

دعوت و تبلیغ کے ابتدائی دور میں عصری تعلیم یافتہ چند ذمہ دار حضرات جو تبلیغی کام کی پہلی صف میں شمار ہوتے تھے اور اکابرین کے معتمد تھے،ان میں خاص طور سے الحاج بھائی محمد یامینؒ کا شمار ہوتا تھا، آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا یوسف رحمہ اللہ علیہ اور مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ علیہ کی صحبتوں سے خوب مستفید ہوئے، ہمیشہ ان کی خدمت سرانجام دیتے رہے اور اکابرین کی یادگار بنے۔

بھائی محمد یامینؒ پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان یہ تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کی تحریک دعوت و تبلیغ سے آپ مسلسل وابستہ رہے اور نصف صدی سے زائد عرصے تک اللہ تعالیٰ نے آپ سے امت کی اصلاح و تربیت کی خدمات جلیلہ اور دعوت الی اللہ کا عظیم الشان کام لیا۔

دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں ۱۹۵۸ء میں آپ رائیونڈ تشریف لے گئے اور ۱۹۶۵ء تک وہیں مقیم رہے۔ بھائی محمد یامینؒ کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائی دور میں دعوت دین کی محنت کے لئے قبول فرما لیا تھا، آپ اکابر دعوت و تبلیغ کی حسین یادگار اور حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے علوم و معارف کا خزینہ تھے، آپ نے حضرت جی رحمہ اللہ کی براہ راست صحبت پائی اور سفر و حضر میں ساتھ رہے، آپ ۱۹۵۷ء میں امریکا جانے والی پہلی تبلیغی جماعت میں شامل تھے، حضرت جی رحمہ اللہ کے دعوتی ارشادات اور تبلیغی ملفوظات آپ کو زبانی یاد تھے، آپ ہی نے اس زمانے میں اس بات کی فکر کی کہ کیسے حضرت جی رحمہ اللہ کے ملفوظات و بیانات کو محفوظ کیا جائے! آپ کو اپنے شیخ سے ایسا عشق تھا کہ ان کی ذات کو اپنے اندر سمویا ہوا تھا، ان کی شخصیت کو اپنے اندر اتارا ہوا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایسا ہی کام لیا، جیسا شیخؒ سے لیا تھا۔

دعوت و تبلیغ کا کام آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا، آپ ہمہ وقت اس میں مصروف عمل رہتے، گویا آپ کی زندگی کا ہر لمحہ دعوت و تبلیغ کے کام سے عبارت تھا، آپ کی حلاوت بھری آواز میں جب بیان ہوتا تو مجمع ہمہ تن گوش ہو جاتا، دو، دو گھنٹے کا بیان ہوتا، سارا مجمع متوجہ رہتا، کبھی اکتاہٹ کا احساس تک نہ ہوتا۔

حضرت الحاج بھائی محمد یامینؒ اکابرین دعوت کے معتمد خاص تھے، حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا سعید احمد خان مہاجر مدنی رحمہ اللہ اور حضرت حاجی محمد عبدالوہاب صاحب رحمہ اللہ اور دوسرے اکابرین آپ پر مکمل اعتماد فرماتے، آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی خوبیوں اور اعلیٰ صفات سے نوازا تھا۔ آپ بڑے حاضر دماغ، معاملہ فہم، مزاج شناس، نفسیات داں، عالمی حالات پر ادراک رکھنے والے، وقت کی نزاکت کو سمجھنے والے، احوال و افکار کے اتار چڑھاؤ میں انداز تربیت اور داعیانہ و مربیانہ صفات کے حامل

تھے، آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی خوبیوں سے نوازا تھا کہ اگر وہ ایک جماعت پر تقسیم کردی جائیں تو سب مالا مال ہوجائیں۔

آپ کو دو باتوں میں بڑی خصوصیت حاصل تھی۔ ایک دنیا کے مختلف ممالک میں دعوت وتبلیغ کے کام سے گہری واقفیت، ممالک کا کام، کام کی سطح، کام کے ذمہ داروں کی نوعیت، ان کی ان امور پر اتنی گہری نظر تھی جس میں ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا، کراچی میں رائے ونڈ سے آمدہ بیرون ممالک کی جماعتوں کے روٹ مقرر کرتے تھے اور اس میں ان کا مرکزی کردار تھا، جماعتوں کو نکلنا ہوتا تو انگلیوں پر بتاتے کہ یہاں اتنی مسجدیں ہیں، اتنے لوگوں کے چار ماہ لگے ہیں، اتنے لوگوں کا چلہ لگا ہے، غرض یہ کہ پورا نقشہ بیٹھے بیٹھے بتاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ایسا دماغ دیا تھا کہ ساری باتیں اس میں سموجاتی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اکابرین کی صحبت، اخلاص وللّٰہیت اور دعوتی نسبت نے مرجع خلائق بنا دیا تھا دنیاوی امور ہوں یا دینی امور، ہر شعبہ زندگی میں آپ کی رائے کو مستند سمجھا جاتا اور مشورے کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا جاتا، مشورہ کرنے والا اطمینان وتسلی کے ساتھ لوٹتا۔

علم دوستی اور علمائے کرام کی قدردانی:

حضرت بھائی یامینؒ علم دوست اور علمائے کرام کے قدر شناس تھے۔ کراچی کے اندر اور باہر کئی دینی مدارس کی سرپرستی فرمارہے تھے، جن میں ہزاروں طلبہ وطالبات تحصیل علم میں مصروف عمل ہیں۔ آپ نے اپنے محلے بہادرآباد کراچی میں مدرسہ عثمانیہ کے نام سے شعبہ حفظ وناظرہ سے شروع کیا اور اب یہ پودا ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اس سے ہزاروں طلبہ حفظ اور سینکڑوں طلبہ وطالبات دینی تعلیم حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوچکے ہیں۔

۱۹۷۷ء میں قائم ہونے والا مدرسہ عثمانیہ الحاج بھائی محمد یامین علیہ الرحمہ کی یادگار ہے جو ہمہ وقت علوم نبوت کی آبیاری اور اس کی اشاعت میں مصروف عمل ہے۔ آپ نے ایک چھوٹے سے ادارے سے ارادہ فرمایا کہ اسے معیاری ادارہ بنانا ہے اور تھوڑے ہی عرصے میں مدرسہ عثمانیہ کا نام کراچی کے معیاری اداروں میں ہونے لگا، آپ فرماتے تھے کہ دینی ادارہ عمارت کا نام نہیں ہے، یہ استاذ اور شاگرد کا اخلاص کے ساتھ کام کرنے کا نام ہے، اگر اخلاص نہ ہوتو ہدایت نہیں پھیلتی۔

حضرتؒ نے اپنے ہی محلے میں ایک ادارہ چھوٹے بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے روضہ فاطمۃ الزہراء قائم فرمایا، جس میں ابتداء ہی سے بچوں میں عربی کی مناسبت اور قابلیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسلامی آداب وادعیہ کی عادات بچوں میں پیدا کی جاتی ہیں (مندرجہ بالا دونوں ادارے حضرتؒ کی اولاد حضرتؒ ہی کے مزاج، انداز وتربیت کے ساتھ حضرتؒ کی سرپرستی میں فیض پھیلانے میں مصروف عمل رہے ہیں اور یہ فیض آج بھی دیگر فیوض کی طرح صدقۂ جاریہ کے طور پر جاری ہے)۔

آپ اپنے اکابر کے مزاج کی طرح تشہیر کے قائل نہ تھے، فرماتے کہ اگر پھول میں خوشبو ہوگی تو خود پھیلے گی اور لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں گے۔

آپ کے اوصاف میں نمایاں چیزیں:

صبر و استقامت، مستقل مزاجی، عمل مشقت کے ساتھ مکمل کرنا، ناگواری کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا، ہر کام صفتِ احسان کے ساتھ کرنے کی کوشش میں مصروف عمل رہنا۔ عمل میں اخلاص کا اہتمام کرنا، نمود و نمائش سے بچنا۔ حضرت بھائی یامینؒ کے امتیازی اور خاص اوصاف تھے۔

یہ داعی الی اللہ، اللہ کی طرف دعوت دیتے دیتے خود اللہ تعالیٰ کے حضور ۶/ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ بمطابق ۸/ اپریل ۲۰۲۲ء شب جمعہ بمقام مدینہ منورہ حاضر بارگاہ الٰہی ہوگئے اور یہ ایسی قابل رشک حاضری تھی جس کی ہر مومن تمنا کرے کہ اے کاش، رب کے حضور ہمیں بھی ایسی ہی حاضری نصیب ہوجائے، یہ سعادت صرف نصیب والوں کو مقدر ہوتی ہے۔

بھائی محمد یامین علیہ الرحمۃ کی لائق تقلید مثالی داعیانہ زندگی، قابل فخر سفر عمرہ، قابل رشک مدینہ کی موت، باسعادت ماہ رمضان کی ساعات، بابرکت شب جمعہ، پاکیزہ شہر مدینہ منورہ کی قیامت تک دائمی سکونت، مسجد نبوی میں بعد نماز جمعہ جنازہ، جنت البقیع کی مبارک تدفین، حقیقت تو یہ ہے کہ الحاج بھائی محمد یامینؒ ساری زندگی مدینے والے کی مبارک زندگی اپنانے کی دعوت دیتے رہے اور تاقیام قیامت مدینہ والے کے پڑوس میں آسودہ خاک ہوگئے۔ (فالحمد للّٰہ علیٰ ذلک)۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆............☆............☆☆

کارِ نبوت کا ایک اہم شعبہ

تزکیہ و احسان

مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

دوسری قسط

حدیث احسان کی والہانہ تشریح کرتے ہوئے حضرت والا فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ تم اگر اللہ کو نہیں دیکھتے ہو تو اللہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے سمجھا کہ احسانی کیفیت کے دو درجے ہیں (۱) ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں اور (۲) کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں مگر قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوسرا درجہ جو ہے وہ اس مراقبہ کی علت ہے لہٰذا یہ دو درجے نہیں ہیں ایک ہی درجہ ہے کہ ہم اپنے اللہ کو دیکھ رہے ہیں کیوں کہ اگر ہم نہیں دیکھتے تو اللہ تعالیٰ تو ہم کو دیکھ رہا ہے تو گویا ہم بھی دیکھ رہے ہیں۔ دنیا میں کَاَنَّکَ رہے گا اور جنت میں اللہ تعالیٰ کَاَنَّکَ کا کاف نکال دیں گے وہاں اَنَّکَ سے دیکھو گے۔ دنیا میں آنکھیں بنائی جا رہی ہیں ایمان، تقویٰ اور غمِ تقویٰ سے یعنی حصولِ تقویٰ میں بندہ جو مجاہدات اور حسرت اور غم اٹھاتا ہے اور خونِ تمنا سے آنکھیں بنائی جارہی ہیں اور جب آنکھیں بنائی جاتی ہیں تو پٹی بندھی رہتی ہے، اس وقت دیکھنے کی ڈاکٹر اجازت نہیں دیتا اور جب روشنی آجاتی ہے تو پٹی ہٹادی جاتی ہے، جنت میں اللہ تعالیٰ یہ پٹی ہٹادیں گے۔ وہاں کاف کی پٹی ہٹادی جائے گی پھر اَنَّکَ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ یہ تقریر میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو ایک واسطے سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس احسانی کیفیت کو بیان فرمایا ہے کہ احسان کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

”اَنْ یَّغْلِبَ عَلَیْہِ مُشَاھَدَۃُ الْحَقِّ بِقَلْبِہٖ حَتّٰی کَاَنَّہٗ یَرَاہُ بِعَیْنِہٖ۔“ (فتح الباری لابن حجر: کتاب الایمان، باب سؤال جبرئیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان، ج۱، ص۱۲۰)

یعنی مشاہدۂ حق ایسا غالب ہوجائے کہ گویا وہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

اس کیفیت کو مدارس سے، کتابوں سے، تبلیغ سے، تدریس سے کوئی نہیں پاسکتا، یہ کیفیت صرف اور صرف اہل اللہ کے سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے۔ کیفیات کے حامل قلوب ہوتے ہیں، قوالب اور اوراقِ کتب نہیں ہوتے۔ کتابوں سے یہ چیز نہیں مل سکتی۔ کمیاتِ شرعیہ کتابوں سے ملتی ہیں لیکن کیفیاتِ احسانیہ کے حامل اوراقِ کتب نہیں ہوسکتے۔ یہ کیفیاتِ احسانیہ سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی چلی آرہی ہے ہیں لہٰذا جب شیخ کے پاس جاؤ تو اضافۂ علم کی نیت نہ کرو، کیفیتِ احسانیہ کی ترقی کی نیت کرنی چاہیے۔ اعمال کی ترقی اور قبولیت، احسان پر موقوف ہے کمیت پر موقوف نہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے شیخ کی مجلس میں جو سنتے ہیں ہمیں تو کچھ یاد ہی نہیں رہتا، ہمارا حافظہ کمزور ہے، ہمارے پلے تو کچھ پڑتا ہی نہیں لہٰذا وہاں جانا بے کار ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کچھ بھی یاد نہیں رہے تب بھی فائدہ ہوتا ہے جیسے دو تین دن پہلے ہم نے کیا کھایا تھا، یاد نہیں رہتا، لیکن اس غذا سے جو خون بنا وہ ہماری رگوں میں دوڑ رہا ہے تو جس طرح نسیانِ غذا سے فوائدِ غذا کا فقدان لازم نہیں آتا اسی طرح شیخ کی مجلس میں اس کے علوم وملفوظات سنے، چاہے وہ یاد نہ رہیں لیکن ان سے جو نور پیدا ہوگا، وہ نور ہماری رگوں میں دوڑتا رہے گا کیوں کہ قلب جہاں جسم میں خون سپلائی کرتا ہے اس کے ساتھ اللہ کا نور بھی سپلائی کرتا ہے، وہ خون جب آنکھوں میں روشنی پیدا کرتا ہے تو ساتھ ہی قلب سے آنکھوں میں اللہ کا نور بھی داخل ہوتا ہے۔ پھر اس کی آنکھوں کو کچھ اور نظر آتا ہے۔ جب نسبت عطا ہوتی ہے تو اس کے زمین و آسمان بدل جاتے ہیں، یہ زمین وآسمان تو کافر بھی دیکھتا ہے لیکن اللہ والوں کے زمین اور

آسمان، سورج اور چاند کچھ اور ہی ہوتے ہیں:

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں
تو نے جہاں بدل دیا آ کے مری نگاہ میں

لہٰذا جب اپنے بزرگوں کے پاس جائے تو یہ نیت نہ کرے کہ ہمارے علم میں اضافہ ہوگا، معلومات بڑھیں گی بلکہ یہ مراقبہ کرے کہ ان کی احسانی کیفیت، ان کا ایمان و یقین اور ان کا تقویٰ و خشیت اور اللہ سے ان کی محبت ہمارے قلوب میں منتقل ہو رہی ہے اور اس انتقالِ نسبت کی کیا صورت ہوتی ہے؟ اس کو مولانا رومیؒ بیان فرماتے ہیں:

کہ ز دل تا دل یقین روزن بود
نے جدا و دور چوں دو تن بود

یعنی: دلوں سے دلوں میں خفیہ راستے ہیں جیسے جسم الگ الگ ہیں لیکن دل الگ الگ نہیں ہوتے۔ قلوب میں آپس میں روابط ہوتے ہیں، جو ضوابط سے بالاتر ہوتے ہیں۔ دلیل کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

متصل نبود سفالِ دو چراغ
نورِ شاں ممزوج باشد در مساغ

دو چراغ آپس میں ملے ہوئے نہیں ہوتے، ایک بلب وہاں جل رہا ہے ایک یہاں جل رہا ہے۔ دس چراغ جل رہے ہیں ان کے جسم تو الگ الگ ہیں لیکن ان کی روشنی فضا میں مخلوط ہوتی ہے، ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے جہاں دس ولی اللہ بیٹھے ہوئے ہوں وہاں نور بڑھ جائے گا:

''بست مصباح از یکے روشن تر است''

کہیں ایک چراغ جل رہا ہو اور کہیں بیس چراغ جل رہے ہوں تو بیس چراغوں کی روشنی زیادہ ہوگی۔ لہٰذا صالحین اور نیک بندوں کے اجتماع کو معمولی نہ سمجھیں۔ ان کی مجلس میں ایمان و یقین کی روشنی بڑھ جائے گی۔ کمزور کمزور بلب اگر قریب قریب جل رہے ہوں تو روشنی بڑھ جاتی ہے یا نہیں؟ جب صالحین کی صحبت نفع سے خالی نہیں تو اولیاء کاملین کی مجلس کیسے بے فیض ہوسکتی ہے لیکن اس میں ارادہ اور اخلاص کو بہت دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ کی قید لگادی کہ فیضانِ نبوت ان ہی لوگوں کو ملتا ہے جو یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ ہیں یعنی مجھے یاد کرتے ہیں لیکن وہ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ بھی ہیں ان کے قلب میں، میں مراد ہوں۔

تو دل میں صرف اللہ مراد ہو پھر صاحبِ نسبت شیخ کے پاس بیٹھو تو اس کی کیفیتِ احسانی، ایمان و یقین و حضور مع الحق آپ کے دل میں منتقل ہوجائے گا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اپنے بزرگوں سے یہ احسانی کیفیت ملنے سے پھر آپ کی دو رکعات ایک لاکھ رکعات کے برابر ہوجائیں گی اور اپنے بزرگوں کے بارے میں یہی حسنِ ظن رکھیں کہ ان کی دو رکعات ہماری ایک لاکھ رکعات سے افضل ہیں، ان کا ایک سجدہ ہمارے لاکھ سجدے سے افضل ہے، ان کا ایک ''اللہ'' کہنا ہمارے ایک لاکھ ''اللہ'' کہنے سے افضل ہے۔ مثال کے طور پر فرض کرلیں کہ اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر کے لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا میں بھیج دیں اور ان کی مجلس میں اس امت کے تمام صحابہ اور اُمم سابقہ کے تمام صحابہ اور اس امت کے تمام اکابر اولیاء اللہ ایک بار ''اللہ'' کہیں تو بتایئے حضرت صدیق اکبر کا اللہ سب سے بڑھ جائے گا یا نہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیوں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کیفیت احسانی حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہیں۔ معلوم ہوا کہ کیفیتِ احسانیہ اصل چیز ہے۔ جس کی کیفیتِ احسانی جتنی قوی ہوتی ہے، اسی اعتبار سے اس کا عمل مقبول ہوتا ہے اور جس کو یہ کیفیت جتنی زیادہ حاصل ہوتی ہے اتنی ہی تیزی سے وہ اللہ کا راستہ طے کرتا ہے۔

(خزائن الحدیث، ص ۴۶ تا ۴۹)

اس تزکیہ و احسان نے جب باقاعدہ ایک فن اور علم کی حیثیت اختیار کرلی تو اس کا مستقل نام علمِ تصوّف پڑ گیا۔ اگر ہم ان اِصطلاحی الفاظ سے بالاتر ہوکر بنظرِ اِنصاف دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ تصوّف: تزکیہ و احسان یا فقہِ باطن کا دُوسرا نام ہے، اس سے علیحدہ کوئی چیز نہیں، کیونکہ تصوّف سے مراد یہی تزکیۂ نفس ہے کہ انسان بُرے اخلاق سے پاک وصاف ہوکر اچھے اخلاق سے آراستہ ہوجائے۔ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''تزکیۂ نفس و تہذیبِ اخلاق کا وسیع و مستحکم نظام جس نے بعد کی صدیوں میں ایک مستقل علم اور فن کی شکل اختیار کی، نفس و شیطان کے مکاید کی نشاندہی، نفسانی اور اخلاقی بیماریوں کا علاج، تعلق مع اللہ، اور نسبتِ باطنی کے حصول کے ذرائع وطرق کی تشریح و ترتیب جس کی اصل حقیقت تزکیہ و احسان کے ماثور و شرعی الفاظ میں پہلے سے تھی، اور جس کا عرفی و اِصطلاحی نام بعد کی صدیوں میں ''تصوّف'' پڑ گیا، اسی اجتماعی اِلہام کی ایک درخشاں مثال ہے، رفتہ رفتہ اس فن کو اس کے ماہرین نے اِجتہاد کے درجے تک پہنچادیا، اور اس کو دِین کی بڑی خدمت اور وقت کا جہاد قرار دیا، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قلوب و نفوس کی مردہ کھیتیوں کو زِندہ کیا، اور رُوح کے مریضوں کو

شفا دی، ان مخلص علمائے ربانیین اور ان کے تربیت یافتہ اشخاص کے ذریعے دُنیا کے دُوردراز گوشوں اور طویل و عریض ممالک (جیسے ہندوستان، جزائر شرق الہند اور براعظم افریقہ) میں وسیع پیمانے پر اسلام کی اشاعت ہوئی اور لاکھوں انسانوں نے ہدایت پائی، ان کی تربیت سے ایسے مردانِ کار پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے عہد میں مسلم معاشرے میں ایمان ویقین اور عملِ صالح کی رُوح پھونکی، اور بارہا میدانِ جہاد میں قائدانہ کردار اَدا کیا، اس گروہ کی افادیت اور اس کی خدمات سے انکار یا تو وہ شخص کرے گا، جس کی تاریخِ اسلام پر نظر نہیں، یا جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔‘‘

(تزکیہ واحسان، ص:۲۹)

مولانا منظور احمد نعمانیؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے حوالے سے تصوف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’انبیاء علیہم السلام جن چیزوں کی اہمیت اور خصوصیت سے دعوت دیتے ہیں، وہ بنیادی طور پر تین ہی چیزیں ہیں:

۱:…ایک مبداء ومعاد وغیرہ سے متعلق عقائد کی تصحیح، اس شعبے کو علمائے عقائد واُصول نے سنبھال لیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو مشکور فرمائے اور جزائے خیر دے۔

۲:…دُوسرے عبادات ومعاملات اور معاشرت وغیرہ انسانی اعمال کی صحیح صورتوں کی تعلیم اور حلال وحرام کا بیان، اس شعبے کی کفالت فقہائے اُمت نے اپنی ذمہ لے لی ہے اور اس میں انہوں نے اُمت کی پوری رہنمائی اور رہبری کی ہے۔

۳:…تیسرے اِخلاص واِحسان (یعنی ہر عمل خالص لوجہ اللہ اور اس دھیان کے ساتھ کرنا کہ میرا مالک مجھے اور میرے عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اور یہ تیسری چیز دِین وشریعت کے مقاصد میں سب سے زیادہ دقیق وعمیق ہے اور پورے نظامِ دِینی میں اس کی حیثیت وہ ہے جو جسم میں رُوح کی، اور الفاظ کے مقابلے میں معنی کی، اور اس شعبے کی ذمہ داری صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم نے لے لی ہے، وہ خود راہ یاب ہیں اور دُوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں، خود سیراب ہیں اور دُوسروں کو سیراب کرتے ہیں، وہ بڑے بانصیب اور اِنتہائی سعادت مند ہیں۔

(تفہیماتِ اِلٰہیہ، ص:۲۱،۳۱ ملخصاً)

مولانا منظور احمد نعمانیؒ یہ عبارت نقل کرنے کے بعد اس کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کو دِینی فہم اور کتاب وسنت کے علم کا کوئی حصہ عطا فرمایا ہے، وہ یقیناً محسوس کریں گے کہ چند سطروں کی اس مختصر سی عبارت میں شاہ صاحبؒ نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور ان کے لائے ہوئے نظامِ دینی کا نہایت جامع خلاصہ پیش کردیا ہے اور آخر میں تصوف اور صوفیاء کے بارے میں جو فرمایا ہے، اس سے تصوف کی حقیقت وغایت اور صوفیائے کرام کا کام و مقام پوری طرح سامنے آجاتا ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ تصوف… جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے… دِین وشریعت کی رُوح اور اس کا جوہر ہے اور صوفیائے کرام ہی اس دولت کے حامل وامین ہیں، اور جس طرح جسم کبھی رُوح سے بے نیاز نہیں رہ سکتا، اسی طرح اُمتِ مسلمہ اپنے دِینی وجود میں کبھی تصوف اور صوفیائے ربانی سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔

اُمت کو جس طرح ہر دور میں ان علماء اور فقہاء کی ضرورت ہے جو فاسد عقائد اور گمراہانہ خیالات سے اُمت کی حفاظت کرتے ہوئے عقائدِ حقہ کی تعلیم دیتے رہیں اور زندگی کے مختلف شعبوں: عبادات، معاملات، معاشرت وغیرہ کے متعلق، اللہ ورسول کے اَحکام اُمت کو بتاتے اور حلال وحرام کے بارے میں ان کی رہنمائی کرتے رہیں، اسی طرح اُمت کی یہ بھی ایک دوامی ضرورت ہے کہ اس میں ایسے اصحابِ ارشاد ربانیین پیدا ہوتے رہیں جن کی فکر وتوجہ کا خاص نشانہ اور موضوع قلوب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ ربط وتعلق ہو جس کو کتاب وسنت کی زبان میں اِخلاص واِحسان کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دِین کی حفاظت کا جو تکوینی اِنتظام فرمایا ہے، اس میں کتاب وسنت کی علمی و کتابی حفاظت کے ساتھ اُمت میں ایسے علماء، فقہاء اور صوفیائے ربانیین کا مسلسل وجود بھی شامل ہے، اور اُمت کی گزشتہ ساڑھے تیرہ سو سال کی دِینی تاریخ کی شکل میں وہ ہمارے سامنے موجود بھی ہے، اور یہ محفوظ تاریخ بھی اس خداوندی اِنتظام کے سلسلے کی ایک مستقل کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ اور اس کی صفتِ رحمت ورُبوبیت نے جب ہمارے اس دور میں بھی (جو بلاشبہ اِلحاد ومادّیت اور خدافراموشی کا دور ہے) دِین کو زِندہ ومحفوظ رکھنے کا فیصلہ فرمایا تو اس کے حامل ومحافظ بھی پیدا فرمائے۔ آج کے بحرِ ظلمات میں علمائے حق اور صوفیائے ربانیین کا وجود… خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کم ہو… اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت کے اسی فیصلے کا نتیجہ ہے اور یقین

ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تک دِین کو اس دُنیا میں زندہ باقی رکھنا چاہے گا، اس کے خاص حاملین ومحافظین بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔‘‘

(سوانح حضرت رائے پوریؒ، ص:۱۱۱ تا ۱۳۱)

اصل بات یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم سے ایک لمحے میں قلوب کا تزکیہ ہوجاتا تھا، اور کیفیتِ اِحسانی پیدا ہوجاتی تھی، اور وصول الی اللہ ہوجاتا تھا، لیکن جیسے جیسے زمانۂ رسالت سے بُعد ہوتا گیا، دِلوں میں اِضمحلال اور کیفیتِ اِحسانی میں ضعف آتا گیا، اسی لئے بعد میں آنے والے علماء، صلحاء، اتقیاء اور صوفیائے کرام نے اس کے لئے محنت ومجاہدہ، ذِکر واَذکار، مراقبہ ومحاسبہ اور اس طرح کے اعمال تجویز کئے تاکہ کیفیتِ اِحسانی پیدا ہو، ورنہ یہ تمام چیزیں مقصود بالذات نہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا:

’’ایک مرتبہ دس بجے صبح کو میں اپنے کمرے میں نہایت مشغول تھا، مولوی نصیر نے اُوپر جاکر کہا کہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی آئے ہیں، رائے پور جارہے ہیں، صرف مصافحہ کرنا ہے، میں نے کہا: جلدی بلادے، مرحوم اُوپر چڑھے، اور زینے پر چڑھتے ہی سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ: رائے پور جارہا ہوں، اور ایک سوال آپ سے کرکے جارہا ہوں، اور پرسوں صبح واپسی ہے، اس کا جواب آپ سوچ رکھیں، واپسی میں جواب لوں گا، ’’یہ تصوف کیا بلا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟‘‘ میں نے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا: ’’صرف تصحیحِ نیت‘‘ اس کے سوا کچھ نہیں، جس کی اِبتدا ’’انـمّا الأعمال بالنیات‘‘ سے ہوتی ہے اور اِنتہا ’’أن تعبد اللہ کأنک تراہ‘‘ سے۔ میرے اس جواب پر سکتے میں کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے: دِلّی سے یہ سوچتا آرہا ہوں کہ تو یہ جواب دے گا، تو یہ اِعتراض کروں گا، اور یہ اِعتراض کرے گا تو یہ جواب دُوں گا، اس کو تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ ’’انّما الأعمال بالنیات‘‘ سارے تصوف کی اِبتدا ہے، اور ’’أن تعبد اللہ کأنک تراہ‘‘ سارے تصوف کی انتہا ہے، اسی کو نسبت کہتے ہیں، اسی کو یادداشت کہتے ہیں، اسی کو حضوری کہتے ہیں۔‘‘

(سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، ص:۲۵۶)

ایک جگہ تصوف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں:

’’تصوف ایک عظیم الشان چیز تھی، جس کی تعریف علمائے تصوف نے یہ فرمائی ہے کہ ’’ھو علم الخ‘‘ وہ ایسا علم ہے جس کے ذریعے سے نفوس کا تزکیہ، اخلاق کا تصفیہ اور ظاہر وباطن کی تعمیر کے اَحوال پہچانے جاتے ہیں، جس کی غرض ابدی سعادت کی تحصیل ہے۔

اب آپ خود غور فرمائیے کہ اس میں سے کون سی چیز غلط ہے؟ نفس کا تزکیہ غلط ہے؟ یا اخلاق کا تصفیہ بُرا ہے؟ ظاہر وباطن کی تعمیر لغو ہے؟ یا سعادتِ ابدیہ کی تحصیل بے کار ہے؟ اسی طرح تقویمِ اخلاق، تہذیبِ نفس، نیز نفس کو اعمالِ دِین کا خوگر بنانا اور شریعت کو نفس کے حق میں وجدان بنالینا؟ ان اُمور میں کون سی شیٔ مقاصدِ شرع کے خلاف ہے؟ ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں، بلکہ ان میں سے ہر ایک شیٔ کتاب وسنت کے عین مطابق اور اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کو پورا کرنے والی ہے۔

غرض ہم جس تصوف کے اِثبات کے قائل ہیں وہ وہی ہے جس کو اِصطلاحِ شرع میں اِحسان کہتے ہیں، یا جس کو علم الاخلاق کہا جاتا ہے، یا تعمیر الظاہر والباطن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور یہ ایک باُلنظم وباُصول چیز ہے، اس میں مریدین کے لئے بھی شرائط ہیں، اور شیخ کے لئے بھی اُصول وآداب ہیں، جن کی رعایت کرنے کے بعد اس کو شریعت کا مغز اور دِین کا لبِ لباب کہنا بجا ہے، اور جب ان شرائط وآداب کا لحاظ نہ کیا جائے، بلکہ غیرتصوف کو تصوف قرار دے دیا جائے، تو پھر وہ طریق ہی نہیں جو ہمارا موضوعِ بحث ہے، اس لئے کہ ان خرابیوں اور ان پر عمل کرنے کی وجہ سے سالک میں جو خرابیاں پیدا ہوں، اس کا ذمہ دار کسی طرح حقیقی تصوف اور اصل طریق کو نہیں قرار دِیا جاسکتا، اب اگر آپ کو تصوف سے محض اس بنا پر چڑ اور اِنکار ہے کہ اس کا نام محدث ہے، تو اس میں تصوف ہی منفرد نہیں، نامعلوم کتنی چیزیں اس وقت موجود ہیں کہ آپ کا ان سے تعلق بھی ہے، جو کہ اِبتدائے اِسلام میں ان ناموں سے معروف نہ تھیں، میں کہتا ہوں کہ اگر اس کا نام بدعت ہے تو مسمّٰی تو اس کا بدعت نہیں، آپ اس کو اِحسان سے تعبیر کرلیجئے، علم الاخلاق اس کا نام رکھ لیجئے، اور جو شخص کہ اس سے متصف ہو، اس کو محسن اور مخلص کہہ لیجئے، اور اِحسان، محسن، متقی ومخلص کے ذِکر سے قرآن بھرا ہوا ہے، حدیث شریف میں بھی اس کا ذِکر آیا ہے۔‘‘

(سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، ص:۲۶۴۰)

(جاری ہے)

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

تمام مسلمانوں اور عیسائیوں پر واضح ہو کہ زیر نظر کتاب میں میرا روئے سخن عام عیسائی برادری اور خاص کر عیسائی پادریوں کی طرف ہے، یہ پندرہ سوالات ہیں جو لاگ لپیٹ کے بغیر دو ٹوک الفاظ میں ہیں اور میں دوٹوک الفاظ میں ان پادریوں سے اس کے جوابات چاہتا ہوں، مجھے اس تحریر پر اس چیز نے مجبور کیا ہے کہ ہم عرصۂ دراز سے سنتے چلے آئے ہیں کہ عیسائی مستشرقین نے اسلام پر یہ اعتراضات کئے اور اس کے یہ جوابات ہیں، ایک طویل زمانہ گزر گیا مگر نہ ان مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات میں کمی آئی اور نہ ہمیں ان کے جوابات سے گلوخاصی حاصل ہوئی۔ باطل اس میدانِ کارزار میں ہمیشہ حملہ آور نظر آیا اور حق ہمیشہ اپنے دفاع میں دفاعی پوزیشن میں نظر آیا، ایک ایسا عیسائی مذہب جو صدیوں سے اپنے وجود کھو چکا ہے بلکہ زندگی کے میدان میں وہ مر چکا ہے وہ قبر کی تاریکیوں سے اٹھ کر اس اسلام پر حملہ کرتا ہے جو زندہ وتابندہ مذہب ہے، جس کی حدود اربعہ کا ہر ہر گوشہ محفوظ وموجود ہے جس کی عمارت مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔ اور یہ صرف باتوں کی حد تک نہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی عملی زندگی میں محفوظ موجود بھی ہے اور نظر بھی آرہا ہے، میں اس تحریر کے لکھنے پر بھی مجبور نہ ہوتا اگر عیسائی پادریوں اور ان کے مستشرقین میں انسانی اقدار کی پاسداری ہوتی اور آسمانی مذاہب کا کچھ احترام ہوتا، افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ان پادریوں نے اسلام کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے ضائع نہیں ہونے دیا، انہوں نے مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن کو گالیاں دیں اور عملی طور پر اس کی توہین کی اس کو پوری دنیا کے میڈیا کے سامنے پاؤں تلے روندڈالا گیا اور ٹشو پیپر کے طور پر اللہ تعالیٰ کی اس مقدس کتاب قرآن کو لیٹرینوں میں استعمال کیا اور سرعام اس کو آگ لگا کر جلادیا گیا۔

پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ کو جھوٹا قرار دیا ان کی توہین کی، ان کو گالیاں دیں، یہاں تک کہ حکومت پاکستان اس پر مجبور ہوگئی کہ اس نے توہین رسالت کا قانون اسمبلی سے پاس کرایا توہین رسالت کی زد میں اب تک زیادہ تر یہی عیسائی پادری آئے ہیں، کیونکہ یہی لوگ اس پاک نبی کے حق میں گستاخی کرتے ہیں جن کی خدمت کی وصیت خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی ہے جن پر خود عیسائیوں کی اناجیل گواہی دیتی ہیں اور خاص کر انجیل برناباس میں بار بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی تاکید فرماتے ہیں اور اس عظیم القدر نبی کی آمد کی بشارت سناتے ہیں، افسوس تو اس پر ہے کہ مسلمان تو عیسائیوں کی تحریف شدہ انجیل کی قدر واحترام کرتے ہیں مگر عیسائی اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب اور زندہ اسلام کی توہین کرتے ہیں۔

الغرض جب عیسائی پادریوں نے حق کو چھپا کر اپنی مسیحی برادری کو اندھیرے میں رکھا اور انہیں جہنم میں دھکیل دیا اور اسلام پر اعتراضات کرکے مسلمانوں کو دفاعی پوزیشن تک پہنچادیا تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ ایسا ہو کہ ہم بھی ان پادریوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان سے چند کھرے کھرے سوالات کریں اور حق کو دفاعی پوزیشن سے نکال کر اقدام کی پوزیشن میں لاکھڑا کریں تاکہ عیسائی برادری کے بے خبر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ ان کے ساتھ ان کے پادریوں نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے، البتہ یہاں ہمیں یہ مشکل پیش آرہی ہے کہ ہم حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں، ہم ان کے حق میں معمولی بے ادبی کرنے کو کفر سمجھتے ہیں اور ان پر نازل شدہ کتابیں اور انجیل منسوخ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی سچی کتابیں تسلیم کرتے ہیں، اس لئے ہم اپنی زبان کو انتہائی محتاط رکھتے ہیں، مسیحی اقوام کے پادری اور ان کے مستشرقین اپنی زبان اور قلم کو بالکل آزاد رکھتے ہیں، لہٰذا وہ قران اور پیغمبر اسلام کے تقدس کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے اور اسلام کے بارے میں بازاری زبان استعمال کرتے ہیں، ہم ایسا

نہیں کرسکتے ہیں لیکن خیر ہے ایک دن حساب کا آنے والا ہے۔

مستشرقین کون ہیں اوران کا کام کیا ہے؟

مستشرق باب استفعال استشراق سے اسم فاعل کا صیغہ ہے،سین اور تا مبالغہ کے لئے ہے،لغوی معنی کے اعتبار سے خوب روشنی حاصل کرنے کے معنی میں ہے،اس کی اصطلاحی تعریف فیروز اللغات میں اس طرح ہے کہ’’مستشرق وہ فرنگی (ہوتا ہے) جومشرقی علوم کا ماہر ہو۔‘‘اس کی ذرا تفصیلی وضاحت اس طرح ہے کہ مستشرق عیسائی پادریوں کا وہ عالم فاضل شخص ہوتا ہے جس نے علوم اسلامیہ میں خوب مہارت حاصل کیا ہو مگر اپنی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ اسلام پر اعتراضات کے لئے اور اسلامی احکامات پر تشکیک پیدا کرنے کے لئے اس نے باقاعدہ کورس کیا ہو۔

الغرض یہود ونصاریٰ نے اسلام کے خلاف صلیبی جنگوں میں جب خوب شکست کھائی تو اٹھارویں صدی میں یورپ نے پلٹ کر علمی میدان میں مستشرقین پیدا کئے،انہوں نے انتہائی محنت وریاضت کے ساتھ اسلام کے مختلف شعبوں میں تخصص کیا اور ہر شعبہ میں اپنے تحقیقات کے انبار لگادیئے پھر جس نے قرآن عظیم کے علوم میں تخصص کرکے کمال پیدا کیا تو اس نے قرآن کریم پر سوچ سمجھ کر اعتراضات کئے،جس نے احادیث میں تخصص کیا اس نے احادیث پر بے محل اعتراضات کئے جس نے فقہ اسلامی میں تخصص کیا اس نے فقہ اسلامی میں تشکیک کے کانٹے عیسائیوں اور مسلمانوں کے ذہنوں میں بودیئے، جس نے سیرت میں اختصاص پیدا کیا اس نے سیرت طیبہ پر اپنی غلاظت پھینک دی جس نے عقائد میں تخصص کیا اس نے عقائد میں تشکیک ڈال دی،جس نے تاریخ وفلسفہ وادبیات میں مہارت حاصل کی اس نے انہیں شعبوں میں تشویش وتشکیک پیدا کرنے کی کوششیں کیں۔

الغرض مغرب اور یورپ میں بسنے والے ایسے محققین کواوران کے مکروہ فریب اورخود ساختہ مفروضوں کو اور علمی مغالطّوں پر مبنی دھوکا دہی کو تعصب وعناد وحسد وعداوت اورحقائق چھپانے اوراسلام کے روشن چہرے کوتاریک بنا کر دکھانے کا نام استشراق ہے۔ان میں شاذ ونادر کوئی ہوگا، جس کے منہ سے اسلام کے بارے میں انصاف اورحقیقت پرمبنی کوئی جملہ نکلا ہوگا ورنہ عموماً یہ ایسا طبقہ ہے جوانتہائی متعصب نسل پرست اوراسلام سے عداوت رکھنے والا پادریوں اور پوپوں کا ٹولہ ہے جن کے دلوں میں اسلام سے نفرت کی آگ بھڑک رہی ہے اورزبان سے بغض وعداوت کے اعلانات جاری رہتے ہیں،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر‘‘ان کے مونہوں سے بغض وعداوت ونفرت ظاہر ہوگئی اور جو ان کے دلوں نے چھپا رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے۔ہمیں ان پادریوں پر بھی افسوس ہے کہ جانتے بوجھتے جہنم کی آگ میں چھلانگ لگارہے ہیں،لیکن اس سے زیادہ افسوس ان سادہ لوح عیسائیوں پر ہے جوان کے مکروفریب کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ وہ حق پر ہیں حالانکہ وہ راہِ نجات سے کوسوں دور ہیں اورضلالت وگمراہی کی راہوں میں جاگرے ہیں،ان کو اتنی توفیق نہیں ہے کہ وہ اپنے پادریوں سے یہ کہیں کہ اگر ہم آسمانی دین پر ہیں اور ہمارے پاس انجیل مقدس خدا کی کتاب ہے تو ہمیں روزمرہ کی عبادت دے دو تاکہ ہم اپنے رب کی عبادت کریں،ہمیں وہ انجیل دکھادو جو آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری تھی اور سریانی زبان میں تھی ہم اس کی تلاوت کرنا چاہتے ہیں ہمیں اس میں نماز کا طریقہ سمجھا دو ہمیں زکوٰۃ ہمارے قبلہ کی متندراہ دکھادو ہمیں یسوع مسیح کی شکل وسباہت اور حلیہ مبارکہ بتادو تاکہ ہم اپنے خداوند یسوع کی شکل پر اپنی شکلوں کو بنادیں ہمیں دوٹوک الفاظ میں بتادو کہ خداوند یسوع مسیح زندہ ہیں یا مرگئے ہیں اگر زندہ ہیں تو کہاں پر ہیں اور اگر مرگئے ہیں تو اس کو کس نے دفن کیا اور کہاں پر دفن کیا اس کی قبر زمین میں کہاں پر ہے مسلمانوں کے پس یہ سب چیزیں محفوظ ہیں ہم ان چیزوں سے کیوں محروم ہیں؟

ابدی نجات کے لئے مسیحیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے پوپ اور لاٹ پادریوں اور فاضل مستشرقین سے اپنے اس مذہبی حق کا مطالبہ کریں وہ پادری جن کو آئے روز عیسائی بھرپور نذرانے پیش کرتے رہتے ہیں مگر تحریک استشراق ایک طویل زمانے تک غریب عیسائیوں کی خدمت کی بجائے کلیسا کے زیر اثر سامراجی مقاصد کی تکمیل کی خدمت میں لگی ہوئی ہے۔

ا:...قرآن عظیم پر عیسائی مستشرقین کے اعتراضات:

مستشرقین نے کاص کر قرآن عظیم پر اعتراضات کئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کی نازل کردہ کتاب نہیں ہے بلکہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذاتی تصنیف ہے:’’لعنة اللّٰہ علی الکاذبین‘‘ایسے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو،

مستشرقین کے بعض بدبخت کہتے ہیں کہ محمد نے قران کی ابتدائی وحی جبریل سے سیکھ لی اور پھر اسی طرح اپنے آپ کو چادر میں چھپاتے تھے اور قرآن کی وحی بناتے تھے اس طرح اس نے قرآن تیار کرلیا۔ بعض نے عقل متعصب مستشرقین کہتے ہیں کہ محمد نے قرآن زید بن حارثہ سے سیکھ لیا تھا جو ایک عیسائی شخص تھے،بعض ظالم کہتے ہیں کہ محمد نے ورقہ بن نوفل سے قرآن حاصل کیا ہے،بعض جاہل کہتے ہیں کہ محمد نے قرآن کوامیہ بن ابی الصلت شاعر کے اشعار سے اخذ کیا ہے،بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ مکہ میں محمد نے امراؤالقیس کے اشعار سے قرآن لیا ہے،بعض بدبخت کہتے ہیں کہ مکہ میں محمد کے یہود سے تعلقات تھے،ان سے قرآن سیکھا،بعض احمق مستشرقین کہتے ہیں کہ محمد نے تورات اورانجیل سے قرآن لیا ہے،بعض احمق کہتے ہیں کہ محمد پر جنون کی کیفیت سوار ہوجاتی تھی یہ مرگی کی سی کیفیت ہوتی تھی اس سے ان کو دیوانگی خودرفتگی اور بے ہوشی میں یہ مضامین ملتے تھے،بعض بدبخت کہتے ہیں کہ محمد نے سلمان فارسی،صہیب رومی، عبداللہ بن سلام اور کعب احبار سے قرآن حاصل کیا ہے اور یہ عیسائی تھے بعض بدبختوں نے قرآن کی قرأتوں پر اعتراض کرکے قرآن کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

بعض جاہلوں نے قرآن کے حروف مقطعات پر اعتراض کیا ہے، یہ اور اس قسم کے سینکڑوں اعتراضات کرکے یہ مستشرقین باولے کتوں کی طرح اسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں،ہمیں تعجب ہے کہ ان مستشرقین میں سے ایک نے سورت نور کی آیت ’’والی اللّٰہ المصیر‘‘ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلام کا خدا سخت گیر اور متکبر ہے جب کہ مسیحیت کا خدا مہربان اور تواضع پسند ہے۔

(بحوالہ مجلۃ العالم الاسلامی،اکتوبر ۱۹۵۵ء)

ہم اس سوچ پر مجبور ہیں کہ ہم صحیح راستے اور اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ یہ مستشرقین کس قسم کے دانشور تھے اور مغرب کے پیدا کردہ کس قسم کے فضلاء تھے،ان جیسے لوگوں کی باتوں کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ یہ لوگ یا تو پاگل تھے یا بڑے جاہل تھے یا اسلام سے دشمنی نے ان کو اندھا بنادیا تھا،ان کو علمی میدان میں جواب دینا علم کی توہین ہیا ور وقت کا ضیاع ہے، ان کے بارے میں قرآن کریم نے بالکل ٹھیک فرمایا:

’’یریدون لیطفئو نوراللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون.‘‘(حوالہ)

ترجمہ:’’یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں کے ذریعہ اللہ کا نور بجھائیں (مگر) اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرے گا،اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔‘‘

مطلب یہ ہے کہ دینِ اسلام اور اس کی بنیاد میں قرآن اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا ایسا شمع فروزاں ہے کہ اس کو کفار اپنی نفرتوں اور اعتراضات اور بغض وعداوت کی پھونکوں سے بجھا نہیں سکتے ہیں:

ہے نور خدا کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چند مشہور مستشرقین کے نام:

مندرجہ بالا اعتراضات جن مستشرقین نے قرآن عظیم پر وار کئے ہیں، ان کے مکروہ نام یہ ہیں:’’درمنگھم،نولد کے،تامس کارلائل، بلاشیر جیفری، گولڈزیر، گریم، گب، ٹسڈال، الحداد، ہوبرٹ گریم، گریم کس، گستاؤ لیبان، ویلز، کلیمنٹ ہوارٹ، پروفیسر تورآندرے، موریس بوکائے،کازانوااورڈاکٹر منجانا۔‘‘

ان احمق مستشرقین نے جو اعتراضات کئے ہیں اس کا تذکرہ مولانا ثناء اللہ ندوی نے اپنی تصنیف علوم اسلامیہ اور مستشرقین کے ص:۱۰تا۳۷ تک کیا ہے،علمائے اسلام نے ان اعتراضات کے سنجیدہ انداز سے بھرپور جوابات دیئے ہیں، مجھے ان جوابات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے،کیونکہ ان مستشرقین نے تعصب اور حسد وعداوت کی بنیاد پر بڑی چالاکی سے یہ اعتراضات اسلام میں تشکیک پیدا کرنے کے لئے کئے ہیں بڑے معصوم اور منصف بن کر اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے،یہ کسی بھی جواب کے انتظار میں نہیں ہیں اور کسی بھی جواب سے مطمئن نہیں ہوتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اعتراضات برائے اعتراض کیا ہی،اس لئے میں ان گندہ دہنوں کا جواب نہیں دوں گا، بلکہ جارحانہ انداز بیان پر اعتراض کروں گا قرآن پر مذکور اعتراضات کا خلاصہ میں نے اس مقالہ سے لیا جو ڈاکٹر التھامی نقرہ صدر شعبۂ قرآن وحدیث الکلیۃ الزیتونیہ للشریعۃ تیونس یونیورسٹی تیونس نے پیش کیا ہے۔(فضل محمد غفرلہ)

تبصرہ:

گزشتہ صفحات میں ناظرین نے دیکھا کہ عیسائی پادریوں اور مستشرقین نے قرآن کریم پر رکیک حملے کئے ہیں،ان میں سے پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں کے پاس یہی آسمانی کتاب ہے جو عربی

زبان میں ہے جب سے اتری ہے تب سے اسی طرح محفوظ ہے دوا ول میں مخالفین نے ہر میدان میں اس کی مخالفت کی کوشش کی مگر نا کام رہے، فصاحت و بلاغت سے مالا مال عرب دانشوروں کو اس کتاب نے چیلنج کیا کہ اس کتاب کی طرح کوئی کتاب لاکر پیش کرو، عرب اس سے عاجز آ گئے پھر قرآن نے ان کو ایک سورت لاکر پیش کرنے کا چیلنج دیا وہ پھر بھی نا کام رہے، پھر قرآن نے ان کو چند آیات لانے کا چیلنج کیا وہ اس سے بھی عاجز آ گئے پھر عرب نے میدان کارزار میں اتر کر اپنے بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ بنا کر جنگیں لڑیں مگر اس کتاب کا مقابلہ نہ کر سکے تب عرب نے اس کتاب کے سامنے گردن جھکالی تو اس کتاب نے ان کو انسان بنانا شروع کر دیا، چنانچہ وہ وحشی عرب جن پر دنیا کا کوئی انسان حکومت کرنا پسند نہیں کرتا تھا، اس قرآن نے ان کو فرشتہ صفت انصاف پسند خداشناس اور علم دوست انسان بنادیا ان کے ہاتھ میں مشرق و مغرب کی حکومت دی ان کو عبادات و معاملات و معاشیات و اخلاقیات عطا کیا ان کو شرک کے بجائے توحید عطا کیا اور فسق و فجور کے بجائے تقویٰ عطا کیا، پوری انسانیت کو عدل و انصاف کا پیغام دیا اور اپنے نزول کے وقت سے لے کر آج تک بالکل محفوظ چلا آ رہا ہے صرف تحریر کی حد تک کاغذ کے پیٹ میں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں اپنے زیر و زبر کے ساتھ محفوظ پڑا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عیسائی مستشرقین کے قرآن پر بے جا اعتراضات نے مسلمانوں کے دلوں میں قرآن مجید کی محبت کو دوچند کر دیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قرآن کی سورۃ حجر کی آیت:۹ ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ‘‘ کی تفسیر و ترجمہ نقل کیا ہے، ترجمہ یہ ہے کہ: ’’ہم ہی نے اس قرآن کو اتارا اور ہم ہی یقیناً اس کے محافظ ہیں۔‘‘

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’یعنی تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف جنون کی نسبت کرنا، قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ یاد رکھو اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، جس شان اور ہیبت سے وہ اترا ہے بدون ایک شوشہ یا زبر زیر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی لفظی و معنوی تحریف سے محفوظ و مصون رکھا جائے گا، زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے، زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں، پر قرآن کی صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا، قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کر دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہوں گی لیکن اس کے ایک نقطہ کو گم نہ کر سکیں گی قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب مغرور مخالف کے سر نیچے ہو گئے (ایک انگریز دانشور) ’’میور‘‘ کہتا ہے جہاں تک ہمری معلوما ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قران کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔

ایک اور یورپین محقق لکھا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہٖ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں، واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، ایسا رہا ہے جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی، کاتبوں نے رسم الخط کی قاریوں نے طرز ادا کی حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہوسکا، کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے کسی نے آیتیں شمار کیں، کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایکا یک نقطہ کو شمار کر ڈالا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جاسکتی جس میں ہزاروں، لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی نہ رہی ہو، خیال کرو آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جزو کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے کس طرح فر فر سنا دیتا ہے پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے اگر کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگزاشت ہو جائے تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں، حفظ قرآن کے متعلق یہی اہتمام و اعتنا عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے اسی کی طرف ’’وانا لہ لحافظون ‘‘ فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی۔‘‘ (تفسیر عثمانی،ص:۳۴۷) (جاری ہے)

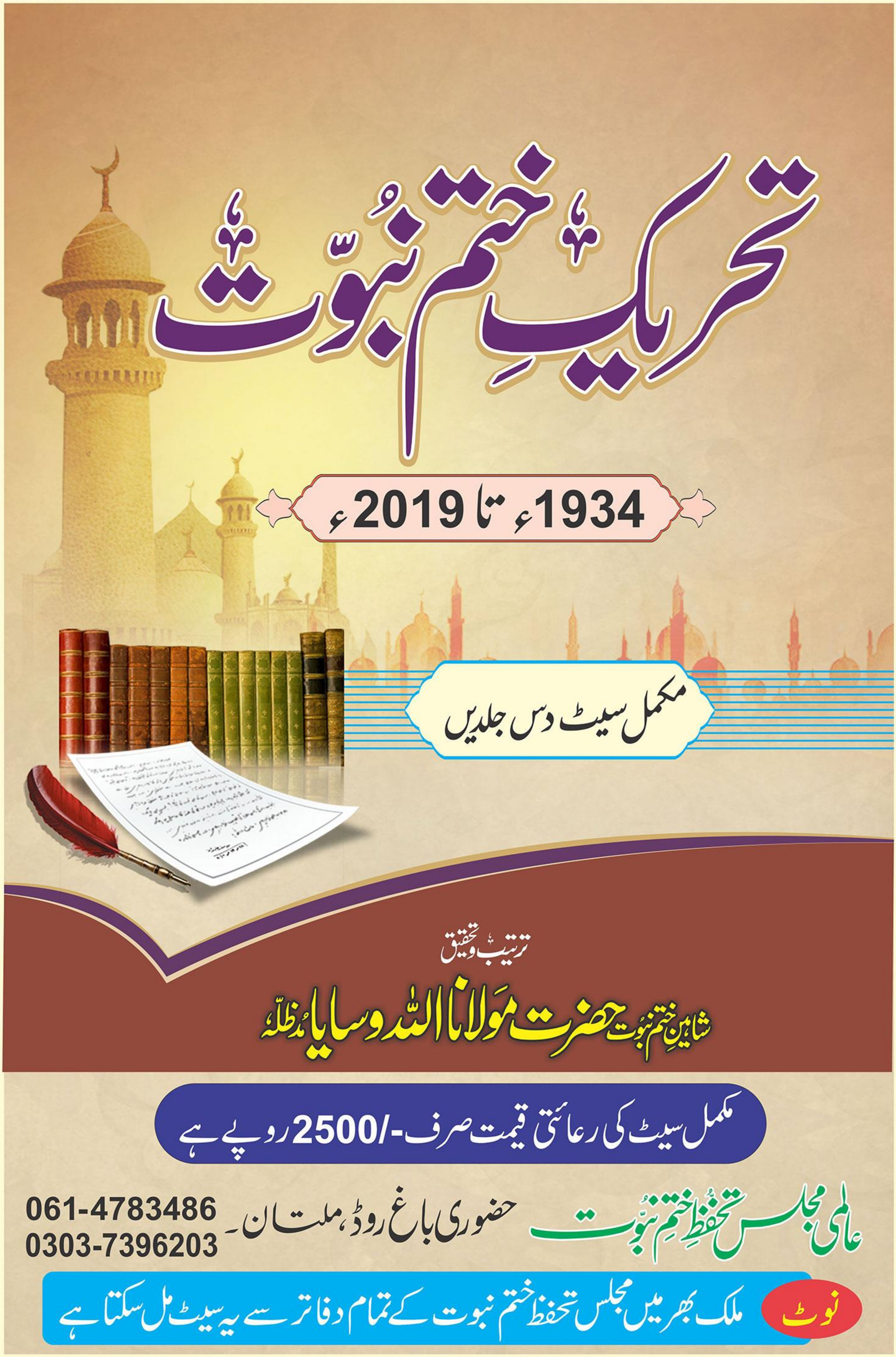
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مُدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے